بیاد

شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ

دار العلوم حقانیہ

اکوڑہ خٹک کا علمی و دینی مجلہ

ماہنامہ الحق

شعبان / رمضان ۱۴۲۱ھ نومبر ۲۰۰۰ء

مدیر مسئول

مولانا سمیع الحق

أَلْأُمُّ مَدْرَسَةٌ إِذَا أَعْدَدْتَهَا
ماں ایک ایسا مدرسہ ہے اگر تُو نے اِسے تیار کر دیا

أَعْدَدْتَ شَعْبًا طَيِّبَ الْأَعْرَاقِ
تو اعلیٰ اور عُمدہ نسل کی ایک قوم تیار کر دی

بچیوں کی اعلیٰ دینی تعلیم کا عظیم منصوبہ

الجامعة المحمّدية للبنات

داخِلہ

كُلِّيّة الشّرِيعة و أُصُول الدّين

چھ سالہ عالمہ کورس (ایم اے عربی و اسلامیات)

طالبہ اِس مرحلے میں علومِ عربیہ اور دینیہ میں سے صرف، نحو، بلاغۃ، عربی ادب، فقہ، اصولِ فقہ، تفسیر، اصولِ تفسیر، حدیث، اصولِ حدیث، فرائض، اسلامی تاریخ اور سیرت کی تعلیم حاصل کرے گی اور علومِ عصریہ میں سے وہ جملہ علوم حاصل کرے گی جو عورتوں کے ساتھ مختص ہیں یا اسلامی معاشرے کی مصلحت اس کی مقتضی ہے تاکہ جہاں وہ اسلامی اور عصری ثقافت سے مکمل طور پر آگاہ اور باخبر ہو، وہاں اِس دَور کی نئی نسل کی تربیت پر بھی قادِر ہو، اور ایک عظیم ماں، مثالی بیوی، بیدار مغز بہن اور پابندِ شریعت بیٹی کا کردار ادا کر سکے۔

كُلِّيَّةُ الشَّرِيْعَةِ وَأُصُوْلِ الدِّيْنِ بِالْجَامِعَةِ الْمُحَمَّدِيَّةِ لِلْبَنَات کا چھ سالہ نصابِ تعلیم اور قواعد و ضوابط (prospectus) آپ جامعہ کے دفتر سے حاصل کر سکتے ہیں یا بذریعہ ڈاک منگوا سکتے ہیں۔

كُلِّيّة الشّرِيعة و أُصُول الدّين
میں شروط کے مطابق
داخلہ
جاری ہے

بیرُونی طالبات کے لئے

کھانے پینے اور رہائش کی تمام سہولتوں سے آراستہ وسیع و عریض دار الاقامة موجود ہے

كُلِّيّة الشّرِيعة و أُصُول الدّين میں داخلہ کی شروط:

- طالبہ کی عمر ۱۸ سال سے زائد نہ ہو۔
- طالبہ نے میٹرک کا امتحان کم از کم (سی) گریڈ میں پاس کیا ہو۔

غلام مصطفیٰ حسن مہتمم الجامعۃ المحمدیۃ للبنات ۸۶-اے کشمیر روڈ، غلام محمد آباد فیصل آباد ○ پاکستان
Phone : (0092) 41 - 691700 / 681700 Fax : (0092) 41 - 682700

اے بی سی آڈٹ بیورو سرکولیشن کی مصدقہ اشاعت

ماہنامہ

الحق

اکوڑہ خٹک

جلد نمبر ۔۔۔ 36

شمارہ نمبر ۔۔۔ 2

شعبان/رمضان ۱۴۲۱ھ

نومبر 2000ء

مدیر اعلیٰ: حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ

نگران: حضرت مولانا انوار الحق صاحب مدظلہ

مدیر: حافظ راشد الحق سمیع حقانی

ناظم شفیق الدین فاروقی

اس شمارے کے مضامین

نقش آغاز: امریکہ کے ڈرامائی صدارتی انتخابات، اسلامی سربراہی کانفرنس قطر،

مدیر الحق کا عقد نکاح .... مولانا محمد ابراہیم فانی ۲

رمضان "اللہ کی رحمتوں کا پیغام" .... شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق قدس سرہ ۶

نظام اکل وشرب میں شریعت کی رہنمائی .... حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ ۱۲

رؤیت ہلال۔ اختلاف مطالع اور فلکی حساب (قسط ۱) .... مولانا مفتی مصباح الدین قاسمی، انڈیا ۲۴

طالبان کی جنگی حکمت عملی .... جناب مرزا اسلم بیگ ۴۱

افکار و تاثرات: برطانیہ میں اسلام اور مسلمانوں کے مستقبل کا تقاضہ .... مولانا عتیق الرحمان سنبھلی، برطانیہ ۴۵

نہ مالِ غنیمت نہ کشور کشائی .... مولانا ابن الحسن عباسی ۴۸

جذباتِ محبت .... مولانا محمد ابراہیم فانی ۵۳

دارالعلوم کے شب و روز .... جناب شفیق فاروقی ۵۵

تعارف و تبصرہ کتب .... م۔ا۔ف ۵۹

ماہنامہ الحق دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک ضلع نوشہرہ (سرحد) پاکستان۔ فون نمبر: (0923) 630340-630435

ای میل ایڈریس: Email : haqqania@hotmail.com

سالانہ بدل اشتراک۔ اندرون ملک فی پرچہ -/15 روپے سالانہ -/150 روپے بیرون ملک 20$ امریکی ڈالر

پبلشر: مولانا سمیع الحق مہتمم دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک، منظور عام پریس پشاور

Baber Hanif Computer Compositer

نقش آغاز

مولانا محمد ابراہیم فانی

امریکہ کے ڈرامائی صدارتی انتخابات سے عالم اسلام کو کسی خیر کی توقع نہیں رکھنی چاہیے

ع ایک معمہ ہے سمجھنے کا نہ سمجھانے کا

ماہ رواں کے پہلے عشرہ میں تمام دنیا کی نظریں امریکی صدارتی انتخابات پر مرکوز رہیں اور ان انتخابات نے تمام دنیا کی نگاہیں اپنی طرف متوجہ کرلی تھیں جس میں ڈیموکریٹک پارٹی کے یہودیت نواز نائب صدر اور موجودہ صدر کلنٹن کے پسندیدہ امیدوار الگور اور ری پبلکن پارٹی کے نامزد کردہ امیدوار جارج ڈبلیو بش کے درمیان کانٹے دار مقابلے کی توقع تھی۔ چنانچہ پولنگ کے دن عالمی میڈیا ان انتخابات کے نتائج کے لئے دنیا کے کروڑوں عوام کی طرح بے چین تھی لیکن کسے معلوم تھا کہ ان انتخابات کے انعقاد میں بزعم خود سپر پاور کی رسوائی مقدر ہے۔ دنیا نے دیکھا کہ ان انتخابات نے امریکہ کو تمام عالم میں ایسا ذلیل کردیا کہ شاید امریکی عوام نے یہ تصور بھی نہیں کیا ہو بہر حال یہ گردش زمانہ اور فلک پیر کی نیرنگیاں ہیں جس پر قابو پانا انسان کے بس کی بات نہیں گو کہ اب یہ بات واضح نہیں کہ عالم اسلام اور پاکستان کے متعلق جارج بش کی پالیساں کیا ہونگی۔ لیکن عمومی طور پر اور پھر امریکہ میں مقیم مسلمانوں نے متعصب یہودی نائب صدر الگور کے مقابلہ میں جارج بش کو ترجیح دی اس کی چند وجوہات ہیں۔

پہلی وجہ یہ کہ اخباری رپورٹوں اور اطلاعات کے مطابق امریکہ کے سرمایہ داروں کا مشرق وسطی میں تیل کے کاروبار میں کثیر سرمایہ پھنسا ہوا ہے اسی لئے ری پبلکن پارٹی اقتدار میں آکر اسرائیل کی حمایت میں اتنا تجاوز نہیں کرے گی جیسا کہ ڈیموکریٹک پارٹی نے اس کا مظاہرہ کیا۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ الگور کے نائب یہودی پس منظر رکھنے والا سینٹر لیبر مین نے مسلمان ووٹروں کو برگشتہ کیا تھا۔ تیسری وجہ یہ کہ امریکہ کی خاتون اول ہیلری کلنٹن نے مسلمانوں کی طرف سے جمع شدہ چندہ واپس کیا تھا۔ اور چوتھی وجہ یہ ہے کہ مسجد کے خطباء نے مسلم کمیونٹی کو بش کے حق میں ووٹ دینے کی تلقین کی تھی اس کا نقد نتیجہ تو یہ نکلا کہ امریکہ کے چار سینٹر جو کہ اسرائیل کے زبردست حمایتی تھے اپنی نشستوں سے محروم ہوگئے۔

یہود کی سرشت میں سازشیں اور شرارتیں خون کی طرح سرایت کر گئی ہیں چنانچہ جب ابتدائی نتائج سامنے آنے لگے تو اس سے یہ بات واضح ہو گئی کہ جارج بش ہی امریکہ کے آئندہ صدر ہوں گے۔ اور یہ یہودیوں اور صیہونی لابی کیلئے انتہائی حوصلہ شکن اور قابل مرگ بات تھی چنانچہ انہوں نے اپنی جبلت کے مطابق سازش کر کے اس جیت کو ہار میں بدلنے کیلئے ایڑی چوٹی کا زور لگایا ہوا ہے اور ابتداء میں جبکہ الگور نے اپنی شکست تسلیم کرتے ہوئے جارج بش کو مبارکباد دی تھی۔ وہ اس سے مکر گئے اور ریاست فلوریڈا کے نتائج تسلیم کرنے سے انکار کرتے ہوئے دوبارہ گنتی پر تل گئے اور ہاتھوں سے گنتی کا مطالبہ کیا۔ چنانچہ عدالتوں پر یہودیوں نے دباؤ ڈال کر ان سے الگور کا یہ مطالبہ تسلیم کروالیا۔ اور یوں ریاست فلوریڈا کے ووٹوں کی گنتی ہاتھوں سے شروع ہو گئی۔ جارج بش نے اس گنتی کے خلاف عدالت میں اپیل دائر کر دی۔ بہر حال یہ ایک معمہ ہے سمجھنے کا نہ سمجھانے کا۔

آج امریکی صدارتی انتخابات کی مضحکہ خیز صورت حال نے امریکہ کو تمام دنیا کے سامنے ننگا کر دیا۔ اور کمپیوٹر سائنس و ٹیکنالوجی اور دوسرے جدید ایجادات پر فخر و ناز کرنے والوں کا گھمنڈ اور غرور خاک میں مل گیا ہے۔ اور اب وہ خود ان مشینی آلات سے بیزار نظر آتے ہیں۔ جس کے نتیجے میں یہ انتخابات ایک عظیم ڈرامے کا منظر پیش کر رہے ہیں۔

ڈبلیو بش کی کامیابی کی صورت میں اگرچہ ایک طرف یہ بات خوش آئند ہے کہ امریکہ کی اکثریت نے یہودی تسلط کے چنگل سے اپنے آپ کو آزاد کرانے کے لئے تاریخ ساز فیصلہ دیا۔ کیونکہ امریکہ یہودیت اور صیہونیت کے شکنجے میں بری طرح جکڑا ہوا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دنیا کی تمام امن پسند قومیں امریکہ کو اسرائیل کی حمایت اس کے ظلم و ستم پر مبنی پالیسی اور فلسطینی عوام پر بے پناہ مظالم کے باوجود اسرائیل کو امداد فراہم کرنا اور خود امریکہ میں یہودی تسلط کو اچھا نہیں سمجھتیں لیکن امریکی حکمرانوں نے ان تمام زمینی حقائق سے صرفِ نظر کیا۔ مگر دوسری طرف یہ بات بھی ذہن نشین ہونی چاہیے کہ امریکہ میں ایک شخص کے بدلنے سے کوئی بڑا انقلاب نہیں آسکتا۔ اسلئے کہ وہاں پر پالیسی سازادارے ہیں جن کا کنٹرول بہر حال یہودی لابی کے ہاتھ میں ہے پھر یہ بات بھی ذہن نشین ہونی چاہیے کہ اگر ایک جانب یہودی ہیں تو دوسری طرف نصاریٰ اور یہ دونوں قومیں مسلمانوں کی دشمن ہیں لہذا ان سے عالم اسلام اور پاکستان کو کسی قسم کی خیر کی توقع رکھنا محال ہے البتہ ان کے مابین اختلاف اور ان کے تشتت شمل کے لئے کوشاں رہنا چاہیے تاکہ یہ ظالم قوتیں آپس میں مشت و گریباں ہو کر مسلمان ان کے مظالم سے محفوظ ہو جائیں۔ ان ڈرامائی انتخابات سے ایک اور بات بھی عیاں ہو گئی کہ امریکہ جو اپنے آپ کو جمہوریت کا بہت بڑا چیمپئن سمجھتا ہے اور ہر وقت جمہوریت کا راگ الاپ رہا ہے میں پولنگ کے دوران جو بے ضابطگیاں ہوئیں اور دھاندلی کی جو مثالیں سامنے آئیں اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ دوسروں کو

جمہوریت کی تلقین کرنے والی قوم کے ہاں جمہوریت کا کتنا احترام ہے۔ اور انکے قول و عمل میں کتنا بڑا تضاد ہے۔

ع توبہ فرمایاں چرا خود توبہ کمتری کنند

اسلامی سربراہی کانفرنس کا اجلاس

خدشات' توقعات اور مایوس کن نتائج

گزشتہ دنوں اسلامی سربراہی کانفرنس کا اجلاس قطر کے دارالحکومت دوحہ میں منعقد ہوا۔ اس میں اسلامی ممالک کے سربراہان یاان کے نمائندوں نے شرکت کی۔ یہ اجلاس اس وجہ سے بہت ہی اہمیت کا حامل رہا کیونکہ یہ عین اس وقت شروع ہوا۔ جب صیہونی افواج نہتے فلسطینیوں کے خلاف طاقت کا بے دریغ استعمال کررہی تھی۔ اور ان کی کھلی دہشت گردی سے سینکڑوں فلسطینی جام شہادت نوش کر چکے تھے جبکہ ہزاروں کی تعداد میں زخموں سے چور ہسپتالوں میں پڑے کراہ رہے تھے جس پر عالم اسلام سراپا احتجاج بنا ہوا تھا اس حوالے سے یہ توقع بالکل بجا تھی کہ امت مسلمہ اور عالم اسلام کے ارباب حل و عقد اور حکمران اپنے اختلافات بھلا کر فلسطینیوں کے ساتھ اظہار یک جہتی کرتے ہوئے ایک مضبوط اور متحدہ سخت موقف اختیار کریں گے تاکہ اسرائیل اور صیہونی افواج پر دباؤ بڑھائیں۔ مگر اس حساس موقعہ پر بھی عالم اسلام کے حکمرانوں نے حمیت و غیرت کا وہ مظاہرہ نہیں کیا جس کا یہ وقت متقاضی تھا اور ان کے کمزور موقف نے صیہونی افواج کو مزید ظلم و ستم اور دہشت گردی پر ابھارا جس کی وجہ سے اسرائیل بلا روک ٹوک فلسطینیوں کا قتل عام کر رہا ہے۔

چونکہ قطر کے اسرائیل کے ساتھ تعلقات اور روابط تھے اس لئے اسلامی سربراہی کانفرنس کے انعقاد سے پہلے سعودی عرب اور بعض دیگر ممالک نے متنبہ کیا تھا کہ اگر قطر نے اسرائیل کیساتھ روابط ختم نہ کئے تو وہ اس اجلاس میں شریک نہیں ہوں گے چنانچہ اس تنبیہ کے تناظر میں قطر نے اسرائیل سے تعلقات ختم کرنے کا اعلان کیا۔ لیکن اب شنید یہ ہے کہ قطر نے دوبارہ اسرائیل کیساتھ اپنے تعلقات بحال کرنے کا ارادہ کیا ہے۔

فالی اللہ المشتکیٰ ع مرا اے کاشکے مادر نہ زادے۔

اس اجلاس میں ایران اور شام اسرائیل کے خلاف سخت اقدامات کرنے پر مصر تھے جبکہ ترکی اور مصر وغیرہ ممالک مصالحانہ رویہ اختیار کرنے پر زور دے رہے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ یہ اہم اور غیر معمولی اجلاس (جس پر تمام عالم اسلام کی نگاہیں مرکوز تھیں اور اپنے حکمرانوں سے اسرائیل کے ظلم و بربریت کے خلاف دلیرانہ اقدامات کرنے کیلئے ہر دردمند مسلمان پرامید تھا) وقت سے پہلے اختتام پذیر ہوا۔ مشترکہ اعلامیہ میں جو قرار دادیں منظور ہوئیں انکا لہجہ بھی کافی نرم رہا اور اسی طرح امریکہ کے بارے میں بھی معذرت خواہانہ رویہ اختیار کیا گیا۔ جسکی

سرپرستی اسرائیل کے وجود کی ضمانت ہے مگر کیا کیا جائے محکوم قوموں کا یہی انجام ہوتا ہے۔ بقول اقبال ؎

تقدیر کے قاضی کا یہ فتویٰ ہے ازل سے ہے جرمِ ضعیفی کی سزا مرگِ مفاجات

اسی طرح کشمیر کی صورت حال کے متعلق بھی کانفرنس میں جائزہ لیا گیا اور او آئی سی نے پاکستان کے موقف کی حمایت کی جبکہ لائن آف کنٹرول پر بھارتی گولہ باری پر اظہار تشویش کیا گیا۔ علاوہ ازیں او آئی سی کے اجلاس میں کشمیر کی صورت حال کا جائزہ لینے کیلئے خصوصی مشن بھیجنے کا فیصلہ بھی کیا گیا مگر سابقہ اجلاسوں کی طرح جس میں اس طرح کی قراردادیں منظور کرانے اور مشن بھیجنے کے فیصلے ہوئے تھے۔ جسکا کوئی خاطر خواہ نتیجہ نہیں نکلا تھا اسلئے غالب گمان یہ ہے کہ عملی میدان میں اس کی بھی کوئی حیثیت نہیں۔ کیونکہ امت مسلمہ کے باہمی اختلافات نے دشمن کے دلوں سے ہمارا رعب اور خوف ختم کیا ہے۔ اسلئے اب بھی اگر ان پے در پے تازیانوں کے باوجود عالم اسلام کے حکمران بیدار نہ ہوئے تو

ع "ہماری" داستاں تک بھی نہ ہوگی داستانوں میں

مدیر "الحق" مولانا راشد الحق کا عقدِ نکاح

قارئین الحق کو یہ خوش کن اطلاع دی جارہی ہے کہ مجلہ "الحق" کے مدیر اور حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ کے فرزند مولانا حافظ راشد الحق سمیع حقانی کی گزشتہ ہفتے ۱۰ نومبر ۲۰۰۰ء بمطابق ۱۳ شعبان ۱۴۲۱ھ بروز جمعۃ المبارک تقریب نکاح منعقد ہوئی اور ۱۲ نومبر ۲۰۰۰ء بمطابق ۱۵ شعبان ۱۴۲۱ھ بروز اتوار کو ولیمہ مسنونہ حضرت مولانا کی رہائش گاہ کے ملحقہ سبزہ زار میں دیا گیا۔ دعوتِ ولیمہ کی تقریب انتہائی سادہ مختصر مگر پروقار ہوئی۔ اس میں صرف خاندان کے افراد کو مدعو کیا گیا تھا اور دیگر قریبی رشتہ داروں نے شرکت کی۔ چونکہ چندروز قبل حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ کی پھوپھی کا انتقال ہوا تھا اور اسی طرح خاندان میں اور بھی اموات واقع ہوئی تھیں جس کی وجہ سے شادی کی تمام تقاریب مختصر اور سادگی سے انجام پزیر ہوئیں اور اسی عذرِ معقول کے باعث حضرت شیخؒ کے خاندان اور دارالعلوم حقانیہ نے اپنے کرم فرماؤں کو مدعو نہ کیا اور یہ تقریب صرف خاندانی افراد اور رشتہ داروں تک محدود رہی۔ ہم اور جملہ قارئین الحق اس خوشی اور تقریب شادی و عقد نکاح پر مدیر الحق حافظ راشد الحق سمیع حقانی والد محترم حضرت مہتمم صاحب مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ نائب مہتمم حضرت مولانا انوار الحق صاحب اور صاحبزادہ مولانا حامد الحق حقانی اور اس حقانی خانوادے کو دل کی گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتے ہوئے دست بدعا ہیں کہ یہ شادی تمام خاندان کیلئے باعث صد خیر و برکت اور وجہ فرح و نشاط ثابت ہو اور اسی طرح ہر دم اس خانوادہ حقانی پر خوشیوں کا نزول و درود ہو (امین)

خطبہ : شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب قدس سرہ

رمضان' اللہ کی رحمتوں کا پیغام

محترم بزرگو! رمضان شریف کا مہینہ خوش قسمت لوگوں کے لئے رحمتوں اور مغفرت و بخشش کا پیغام ہے' اس پیغام کے مطابق جس نے مغفرت خداوندی حاصل کرنے کی سعی کی' اللہ تعالیٰ نے اسے کامیاب کر دیا' اور بعض لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں کہ

ع تہی دستان قسمت راچہ سود از رہبر کامل

قسمت یاوری نہ کرے تو پیر اور استاد بہت کامل ہو تو کیا ہوتا ہے کہ

ع خضر از آبِ حیواں تشنہ می آرد سکندر را

بد نصیب دریا کے کنارے سے بھی پیاسا آجاتا ہے' مسجد میں بیٹھ کر بھی نماز نہیں پڑھتا' ایسی سخت سردی میں بھی روزہ نہیں رکھتا' ایسے شخص کا تو سب کچھ لٹ گیا۔ حضور نبی کریمؐ کے گھر میں ایمان اور علم کی دولت تقسیم ہوتی رہی اور آج چودہ سو برس بعد بھی خشک قوم کی ان خشک اور ویران پہاڑوں میں بھی لا اله الا الله کی آواز بلند ہوتی ہے' یہ وہی آواز ہے جو حضورؐ نے بلند کی مگر جو بد قسمت تھا ابو جہل اور ابو لہب حضورؐ کے گھر کی دیوار اور دروازے ملے ہوئے ہیں مگر محروم ہیں' ابو لہب حضورؐ کے چچا ہیں ایک گھر ہے' بیچ میں چھوٹی سی دیوار حائل ہے۔ حضورؐ ایک مرتبہ بوجہ علالت تہجد کے لئے نہ اٹھ سکے تو ابو لہب کی بیوی نے کہا کہ اب ان کا شیطان ان سے روٹھ گیا اس لئے وہ آج نہیں اٹھے .... رحمت کا سمندر بہتا رہا مگر بد قسمت محروم رہے .... یہ کسی کی عقل اور سمجھ پر نہیں' علم اور قوت سے نہیں' اللہ کی رحمت اور اس کے کرم سے ہوتا ہے' اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے ہماری حالت بہتر بنادے اور خاتمہ ایمان پر ہو۔

رمضان جیسا رحمتوں کا موج مارنے والا مہینہ آیا اور یہ نادم نہ ہوا' اس کی آنکھوں سے نہ آنسو بہے' اس کا دل سخت ہے تو یہ علامت ہے شقاوت کی' دوسری علامت یہ ہے کہ دنیا کے بڑے بڑے منصوبے بناتا ہے' باغ لگاتا ہے' بنگلہ' زمین' ٹھیکہ' وزارت اور صدارت کے منصوبے بناتا ہے اور اس ادھیڑ بن میں رہتا ہے اور حضرت عزرائیلؑ آکر اسے گردن سے پکڑ لیتے ہیں۔ تیسری علامت بدبختی کی یہ ہے کہ اس کی حرص دن بدن بڑھنے لگ جاتی ہے .... دنیا کی حرص اور محبت نے ہی ہمیں تباہ کر دیا اور یہ دو چیزیں بے حد خطرناک ہیں۔

بہر تقدیر رمضان کے جتنے دن باقی ہیں انہیں غنیمت سمجھ لو' اب بھی موقع ہے' جب قیامت کے دن

محروم اور غافل لوگ غم کے مارے اپنی انگلیاں کاٹیں گے۔یو م یعض الظالم علی یدیہ تو روزہ دار قیامت کے دن عرشِ خداوندی کے سایہ میں اس کی نعمت سے مالا مال ہوگا اور حسرت کرنے والوں کو اس حسرت وارماں کا کوئی فائدہ نہیں ملے گا' قیامت کے دن ہر شخص کو حسرت ہوگی' افسوس ہوگا کہ دنیا کی زندگی سے آخرت کے لئے کیوں زیادہ فائدہ نہ اٹھایا اس لئے قیامت کو یوم الحسرۃ کہا گیا ہے۔گنہگار اور مجرم حسرت کریں گے اے کاش! پیغمبر کے راستہ پر کیوں نہ چلے' فرنگی کا راستہ کیوں اختیار کیا' مگر نیکو کاروں کو بھی حسرت ہوگی کہ زیادہ سے زیادہ نوافل زیادہ تلاوت اور زیادہ ختم قرآن کیوں نہ کئے۔ ہمارے امام ابو حنیفہؒ ۶۱ قرآن مجید پورے ختم کرتے۔

عشرہ آخرہ اور سحری کا وقت

آخری دس دنوں میں خصوصیت سے دو چیزوں کو ملحوظ رکھا جائے۔ جن میں ایک اعتکاف ہے جو اختیاری ہے اور ایک لیلۃ القدر ہے جس کی طلب اور تلاش کرنا ہے' اور طالب کا حکم بھی کسی چیز کے حاصل کرنے والے جیسا ہے کہ یہ بھی اللہ کے ہاں پانے والوں کے زمرہ میں شمار ہوگا۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں نبی کریم ﷺ کی حالت یہ ہوتی کہ :

کان یوقظ اھلہ فی العشر الاواخر من رمضان و کلّ صغیرٍ و کبیر یطیق الصلوۃ (اوکما قال) "حضورؐ اس عشرہ آخیرہ میں اپنے اہل و عیال کو جگاتے تھے اور ہر بڑے چھوٹے کو بھی جو نماز پڑھنے کے قابل ہوتے۔

گویا سات آٹھ سال عمر کے بچوں کو بھی حضورؐ تہجد اور نماز کے لئے جگاتے۔

ہم سب سحری کے لئے جاگتے ہیں' بچوں کو کھلانے پلانے کیلئے جگاتے ہیں' مگر شیطان ہمیں تہجد پڑھنے نہیں دیتا' ایسا قیمتی وقت بے پرواہی میں کھودیتے ہیں اگر ہم خود بھی دو رکعت پڑھ لیں اور بچوں کو بھی وضو کرائیں اور دو رکعت ان سے پڑھالیں کہ عادت بن جائے تو کتنی خوش بختی ہوگی۔ اللہ اور بندہ کے درمیان سارے حجابات اس وقت اٹھادیئے جاتے ہیں مگر ہم کھانے پینے اور ہنسی مذاق میں سارا وقت ضائع کردیتے ہیں' کھانا پینا تو چند منٹ کا کام ہے' چند لقمے لے لو اور اس سنہری وقت سے فائدہ اٹھاؤ' حضورؐ کی حالت تو یہ تھی کہ وشدّ میزدۃ گویا کمر بستہ ہوجاتے تھے اور یہ ایک محاورہ ہے کہ کسی کام کیلئے کمر باندھ لی تو حضورؐ تو سال بھر عبادت کیلئے مستعد رہتے مگر ان دنوں تو بالکل جہاد جیسی حالت ہوجاتی۔ لہذا چاہیے کہ ان دنوں ہم بھی خاص طور سے اہل و عیال کو دین کی طرف راغب کریں۔ کھانا پینا اور سونا بھی جائز ہے مگر اہم مقصد رغبت دین پیدا کرنا ہے۔

اعتکاف

حضورؐ ان ایام میں اعتکاف فرماتے : وکان یعتکف فی العشر الا واخر من رمضان

اعتکاف کا معنی کسی چیز کو بند کرنا' باندھ لینا اپنے آپکو مقید اور محبوس کر لینا ہے۔ اپنی درخواست عاجزانہ شکل میں منوانے کے لئے کسی کے در پر پڑ جانا کہ بارش ہو' دھوپ ہو' گرمی سردی ہو تیرے در کا غلام ہوں اس در پر پڑا رہوں گا جب تک میری درخواست قبول نہ ہو' نہ گھر جاؤں گا نہ اور کوئی دنیا کا کام کروں گا' روتا ہے 'گڑگڑاتا ہے' اٹھتا نہیں دھرنا مار لیتا ہے .... تو ایسی صورت میں تو سنگ دل سے سنگ دل حاکم بھی اس کی حاجت پوری کر دیتا ہے تو یہاں تو اللہ جیسے رحیم و کریم آقا سے معاملہ ہے اور رمضان جیسا بابرکت مہینہ ہے کہ ہر رات اللہ کی طرف سے مجرموں کو بخشش کے لئے پکارا جاتا ہے۔ کہ اے مجرمو ذرا تو توجہ کر لو معاف کر دوں گا' بخش دوں گا۔

ذرا سا بہانہ بھی مغفرت کا بن جائے تو بخش دیتا ہے' ہر رات اس کی آواز ہوتی ہے کہ اے خیر کے طلب کرنے والو! ذرا تو آگے بڑھو اور کچھ تو دست طلب بڑھاؤ' گناہوں سے توبہ کر لو' دل سے روؤ۔ اگر آنکھوں میں نمی آجائے یا اللہ رمضان کی حرمت سے مجھے معاف کر دے تو وہ بخش دے گا۔ وہ تو رمضان کی ہر رات دس لاکھ مجرم بخشتا ہے اور آخری رات تو مہینہ بھر کے مجرموں کے برابر .... تو جو اللہ کا بندہ گھر بار جائیداد' دکان' سامان' بیوی' بچے سب کچھ چھوڑ کر مسجد میں قیدی کی طرح اعتکاف کی شکل میں مقید ہو گیا تو اس کی بخشش کیسے نہ ہو گی۔ ؟

اعتکاف یہ ہے کہ ایک شخص پنجگانہ جماعت والی مسجد میں بیسویں رمضان کی شام کو بیٹھ جائے۔ اگر عورت ہو تو گھر میں نماز کے لئے جو کونہ مختص ہو اس میں بیٹھ جائے' سوائے حاجات انسانی کے اپنی اس قیام گاہ سے نہ نکلے' اکثر وقت ذکر و اذکار' تلاوت' نوافل اور نماز میں گذرے' یہ اعتکاف فرض کفایہ کی طرح سنت کفایہ ہے اگر محلہ یا گاؤں میں کسی نے بھی نہ کیا تو سارا گاؤں یا محلہ تارک سنت ہوا۔ اور کسی نے ادا کیا تو خود بھی اجر و ثواب کا مستحق بنا اور سارے محلہ کو بھی گناہ سے بچا کر احسان کیا۔ افسوس کہ ہم نے اعتکاف جیسی سنت کو عدیم الفرصتی کا بہانہ بنا کر ترک کر دیا۔ لیکن کتنے لوگوں کو ہم نے دفنایا' اس وقت مردہ کو دیکھ کر ذرا تو سوچ لو کہ بابا کہاں جا رہے ہو' تمہیں فرصت نہ تھی اب تو ہزاروں سال پڑے رہو گے۔ اب بھی فرصت ہے یا نہیں ؟ یہ سب قبروں والے بڑے مصروف تھے کوئی کام نہیں چھوڑ سکتے تھے مگر اب ان کی کیا حالت ہے۔

بھائیو! نہ دنیا ہماری وجہ سے آباد ہے نہ ویران ہے' قبر میں اکیلے خدا کے ساتھ معاملہ ہو گا' نئی دوستی تو اس وقت قائم نہیں ہو سکتی۔ اور دنیا میں قائم نہ کی تو ہکا بکا رہ جائے گا کہ یارب اب کیا کروں ؟ تو معتکف سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر مسجد کے کونہ میں بیٹھ گیا' تو گویا قبر کی زندگی دنیا میں اختیار کی' محبت اور رابطہ اللہ سے قائم کیا' نہ مکان نہ دکان' نہ زمینداری' کی فکر نہ دوست احباب کی۔ تو بعد از مرگ اللہ سے ایسی الفت اور ربط کام آئے گا پھر اعتکاف کی فضیلت اتنی ہے کہ حدیث میں اس کا اجر دو حج اور دو عمروں کے برابر فرمایا گیا ہے۔ قانونی حج تو ہر مسلمان مستطیع

پر فرض ہے مگر اسے اس عمل سے دو حج اور دو عمروں کا ثواب مل گیا۔

لیلۃ القدر

دوسری چیز آخری دس دنوں میں ہر رات خاص ذوق و شوق سے عبادت کرنا ہے جس میں لیلۃ القدر کا احتمال ہے جو طاق راتوں، ۲۱، ۲۳، ۲۵، ۲۷ اور ۲۹ میں زیادہ محتمل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسے خیر من الف شھر کہا ہے۔ ہزاروں مہینوں کی عبادت سے بہتر ہے۔ پھر خیر کی بھی کوئی حد نہیں گویا بے حد اور بے حساب بہتر ہے، اسی سال کی عبادت پر بھاری ہے، اور ان دس دنوں کے علاوہ رمضان کی ساری راتوں میں بھی لیلۃ القدر کا احتمال ہے۔ اگر کوئی اتنا باہمت نہ ہو کہ ہر رات شب خیزی میں گزارے تو حضورؐ نے فرمایا کہ جس شخص نے مغرب و عشاء اور صبح کی نماز باجماعت پڑھ لی تو لیلۃ القدر کا ایک حصہ اس نے بھی پالیا تو ان ایام میں تو یہ لازم کرلو کہ نماز باجماعت چھوٹنے نہ پائے۔ مغرب کی اذان اور افطار کے بعد نماز گھر میں نہیں پڑھنی چاہیے۔ حضورؐ نے فرمایا۔ لا صلوٰۃ لجار المسجد الا فی المسجد۔ مسجد کے پڑوسی کی فرض نماز صرف مسجد ہی میں ہوتی ہے۔

امام کے لئے بھی چاہیے کہ رمضان میں اذان کے بعد قدرے توقف کرلے اور مقتدیوں پر مسجد پہنچنا لازم ہے، الغرض یہ دو چار گھنٹے بھی رات ہی کا حصہ ہیں تو خاص دعاؤں کا لحاظ رکھا جائے۔ رمضان میں تیسری چیز تہجد کو ملحوظ رکھنا ہے۔ جس کا خاص اہتمام ہونا چاہیے اگر گالی گلوچ اور دیگر منہیات میں مشغول رہیں تو یہ روزہ کی ایک بدبودار لاش ہوگی۔ چاہیے کہ اس میں لعلکم تتقون۔ تقویٰ اور پرہیزگاری کی روح آجائے۔ صبح سے شام تک زبان کو قابو میں رکھو۔ برائی، حسد، بغض کینہ، عناد ترک کردو۔ کسی کا حق نہ مارو، اپنی نظریں نیچی رکھو، اپنے کانوں کو فلمی گانوں سے قطعاً بچاتے رہو، جتنا بھی ہوسکے تقویٰ اور پرہیزگاری کا جذبہ پیدا کرو، یہی روزہ کامیاب ہوگا جس پر اجر و ثواب بھی مرتب ہوگا۔

قرآن اور تراویح

تراویح میں کم از کم ایک دفعہ ختم کرنا سنت ہے اب تک مسلمانوں میں حضورؐ کی یہ سنت رائج ہے اور اس کا مقصد قرآن مجید کا سننا اور اس پر عمل کرانا ہے جسے خدا زیادہ ہمت دے تو اور بھی بڑی نعمت ہے مگر اسے ہماری کمی کہیے کہ شیطان پہلے تو نیکی کی راہ میں روڑے اٹکاتا ہے اور اگر شروع کردیں تو جلدی اور عجلت کراتا ہے کہ جلدی جلدی ٹھوکر لگاؤ یا جیسا کہ مرغی ٹونگا لگاتی ہے۔ اور ہمیں تلاش ہوتی ہے ایسے حافظ کی جو پندرہ بیس منٹ میں ساری تراویح پڑھا دے، جتنا بھی خیبر میل گاڑی کی طرح تیز دوڑ سکے وہی اچھا حافظ ہے گویا تیز رفتاری اور ترقی کا زمانہ ہے ہم تراویح میں کیوں تیز رفتار نہ بنیں۔ تو بھائیو! یہ بہت غلط بات ہے، تراویح میں جتنا زیادہ وقت لگ جائے موجب اجر ہے اور جتنا بھی صحیح تلفظ ہو، حروف کی تصحیح ہو کہ مقتدی کی سمجھ میں آسکے۔ اتنا ہی اجر زیادہ

ملے گا' شیطان کے وسوسوں کی وجہ سے اپنی نیکی برباد نہ کرو' شیطان کبھی یہ روڑا اٹکاتا ہے منکرین حدیث وغیرہ کے ذریعہ کہ بغیر مطلب سمجھے ہوئے تلاوت اور اس کا سننے کا کیا فائدہ' اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم نازل اس لئے کیا کہ ہم اسے پڑھیں' حفاظ سے سنیں اور اس کو سیکھ کر اس پر عمل کریں۔

موجودہ تعلیم

حضورؐ نے فرمایا: جس پیٹ دماغ اور جس روح میں قرآن نہ ہو تو وہ پیپ اور خون سے بھرا ہوا اچھا ہے۔ فلمی گانوں اور اشعار سے تو دماغ بھرا ہو قسم قسم کے اشعار اور گانے مرد اور عورتیں حیوانات کی بولیاں اور نقلیں چھوٹے چھوٹے بچوں کو یاد ہوں اور اس میں اتنا انہماک اتنا توغل اور ذوق و شوق ہو کہ شعر خواہ مہمل الفاظ کا کیوں نہ ہو بڑے چھوٹوں کو یاد ہوں اور قرآن کے تلفظ تک سے محروم رہیں اور پہلے تو کچھ نہ کچھ تھا' اب تو بد قسمتی سے سب کچھ چلا گیا' کاش ہم سمجھتے کہ اس قوم کی ترقی اور صحیح تعلیم و تربیت دین ہی سے ہو سکتی ہے اگر موجودہ تعلیم سے یہ مقصد حاصل ہو سکتا تو واللہ اس سے بڑھ کر خوشی کی اور کیا بات ہوتی مگر یہ تعلیم تو دین کے لئے نہیں بلکہ عیسائیت' قادیانیت اور پرویزیت کے لئے ہے اس لئے نہیں کہ اللہ اور اس کے رسول کا کلام سیکھیں بلکہ دین کی جڑیں کیسے کاٹیں گے' سرخ گورا کیسے بنیں گے' کھڑے ہو کر پیشاب کیسے کریں گے' کوٹ پتلون کیسے پہنیں گے۔ یہ تعلیم تعلیم کی جو رَٹ لگائی جارہی ہے اس کی تہ میں گورا اور فرنگی بیٹھا ہوا ہے اس تعلیم نے مرد اور عورتوں کو ننگا کر دیا' سڑکوں اور محفلوں میں نچولیا' یہ بے حیائی ثمرہ تھا اس تعلیم کا کیا اس تعلیم پر ہم خوش ہوں گے۔ اس پر تو ہم روتے ہیں اور جب روتے ہیں تو کہا جاتا ہے کہ ملا ترقی میں رکاوٹ ڈالتا ہے .... ارے ظالمو! زنا کرنا ہے تو خود کرو' اپنی بہن بیٹی کو نچواؤ' پوری قوم اور پوری رعایا کو کیوں زانی اور ڈانسر بناتے ہو' اگر یہ تعلیم دین اور اچھے اخلاق کے لئے ہوتی تو کون سا مسلمان اس پر خوش نہ ہوتا' مگر یہ تعلیم تو ڈانس کے لئے ہے او پر جاؤ تو انگریز اور میم ہو' رقص و سرور اور عیاشی سیکھو۔ ہم نے تو یہ دیکھا ہے کہ چھوٹی چھوٹی بچیاں سکول سے آکر بجائے اللہ اور اس کے دین کی بات کے بلی کتا کی رَٹ لگاتی ہیں اور جب بڑی ہوتی ہیں تو مشترکہ ڈانس اور کلچر سکھایا جاتا ہے اس صورت میں قرآن کی تعلیم پڑھنے پڑھانے اور سننے کی کیا صورت ہے۔

روزے کا مقصد روزہ اور قرآن

رمضان کے تیس دن ہماری ٹریننگ اور عملی تربیت کے دن ہیں' جس طرح فوجی تربیت ہوا کرتی ہے۔ اسے لڑائی کے لئے جنگلوں اور میدانوں میں رکھا جاتا ہے' بھوک اور پیاس کی عادت ڈالی جاتی ہے اس طرح جب رات کو ہم نے پارہ سوا پارہ قرآن مجید سن لیا جس میں کچھ اوامر ہیں کچھ نواہی ہیں تو اب ہم دن کو اپنی خواہش اور ھویٰ کو اپنے قابو میں رکھیں گے' خدا کے حکم کے مقابلہ میں اپنی خواہش کے پیچھے نہیں جائیں گے۔ بلکہ اس کی

عملاً تعلیم کریں گے۔ خدا کا حکم ہے کہ مت پیو' جی چاہے گا مگر ہم رک جائیں گے' دن بھر رات کی تراویح کا سبق دہرایا جارہا ہے اور مقصد یہ ہے کہ عمر بھر اللہ کے احکام کی اس طرح تعمیل کرنی ہے جیسے رمضان میں اور قرآن کریم پر اسی طرح عمل پیرا ہوتا ہے اس لئے قرآن مجید اور رمضان کا باہمی گہرا تعلق ہے اسی مہینہ میں قرآن اتارا گیا اور اسی مہینہ میں ہر سال دہرایا جاتا رہا۔ اور یہ سننا صرف سننا نہ ہو بلکہ ایک ایک مسئلہ کو سننا اور اس پر عمل کر کے دکھانا ہے۔

حضرت عثمانؓ کا کردار

صحابہؓ نے ایسا کر دکھایا ' مثلاً اسلام کا ایک مسئلہ ہے کہ اپنی ذات کے لئے کسی مسلمان کو تکلیف نہ پہنچاؤ۔ حضرت عثمانؓ حضورؐ کے داماد ذوالنورین ہیں' خلیفہ ثالث ہیں' ساری اسلامی سلطنت پر حکومت ہے' دشمنوں نے محاصرہ کیا' فوج' پولیس اور ذاتی غلام بے شمار موجود ہیں' ایک اشارہ ہو جاتا یا کم از کم لوگوں کو نہ روکتے نہ تو دشمن کا منٹوں میں صفایا ہو جاتا مگر آخر تک لوگوں کو باغیوں پر اسلحہ اٹھانے سے منع کیا کہ اپنی ذات کے لئے اور حکومت قائم رکھنے کے لئے کسی کا خون نہیں بہاؤں گا۔ گھر کے ارد گرد اپنے ذاتی غلام ہیں انہیں یہ کہہ کر آزادی کا موقع دیا کہ جس نے اپنا اسلحہ اتار کر رکھ دیا وہ آزاد ہو گیا اور حکم دیا کہ میرے مخالفین پر تلوار نہ اٹھائی جائے' یہاں تک کہ شہادت سے سرفراز ہوئے مگر قرآن کی تعلیم انما المومنون اخوۃ پر عمل پیرا رہے کہ ذاتی وقار کے لئے کسی کو ایذا نہیں پہنچاؤں گا۔ .... الغرض رمضان میں ہم سب طالب علم ہیں' جتنا بھی قرآن رات کو سنتے ہیں اس کا خلاصہ اور اجمال یہی ہے کہ خدا کے حکم پر عمل کرنا ہے روزہ اس کی عملی تربیت ہے۔

روزے کی روح

جس کے بغیر روزہ بے روح لاش رہ جاتا ہے۔ انسان کی صورت اچھی ہو بڑی شان و شوکت والا ہو مگر جب روح نہ ہو تو مسلمان اسے دفن اور ہندو اسے جلا دیتے ہیں۔ یا دریا میں پھینک دیتے ہیں کیونکہ روح نہیں تو انسان بھی نہیں۔ اگر اس بلا روح لاشے کو ہم رکھیں گے تو تعفن اور بدبو پھیلے گی۔ اسی طرح یاد رکھئے کہ اعمال کی بھی ایک روح ہے اور ایک صورت۔ تو صورت صبح صادق سے مغرب تک تین چیزوں کا پرہیز کا نام ہے اور اس کی روح یہ ہے کہ ہم میں تقویٰ کی صلاحیت پیدا ہو' روزہ جہاد کی عملی تیاری ہے' بھوکوں پیاسوں کی مدد کرنے کا احساس روزہ دلاتا ہے۔ روزہ ہمیں حرام سے بچنے کی تلقین کرتا ہے۔ روزہ ضبط نفس کا سبق دیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں برائیوں سے بچنے اور نیکیوں کے قریب ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ امین

درس ترمذی شریف

افادات : حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ العالی
ضبط وترتیب : مولانا مفتی مختار اللہ حقانی

نظامِ اکل وشرب میں شریعت کی رہنمائی

امام ترمذی کی جامع السنن کی کتاب الاطعمہ کی روشنی میں

باب ماجاء فی اکل الضبع

کفتار (بجو) کھانے کا بیان

حدثنا احمد بن منیع حدثنا اسماعیل بن ابراھیم حدثنا ابن جریج عن عبداللہ بن عبید بن عمیر عن ابن ابی عمار قال : قلت لجابر الضبع أصیدھی ؟ قال نعم ۔ قلت آکلھا؟ قال نعم قلت أقالہ رسول للہ ﷺ ؟ قال نعم ھذا حدیث حسن صحیح۔

ترجمہ : احمد بن منیع 'اسماعیل بن ابراہیم سے روایت کرتے ہیں اور وہ ابن جریج سے اور وہ عبداللہ بن عبید بن عمیر اور وہ ابن ابی عمار سے روایت کرتے ہیں آپؒ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت جابرؓ سے کفتار (بجو) کے بارے میں پوچھا کہ کیا میں اسکو شکار کر سکتا ہوں ؟ تو آپؓ نے فرمایا ہاں۔ پھر میں نے کہا کیا میں اس کو کھا سکتا ہوں ؟ تو آپؓ نے جواب دیا ہاں۔ پھر میں نے عرض کی کہ کیا یہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے ؟ تو آپؓ نے فرمایا 'ہاں۔ امام ترمذی فرماتے ہیں یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

وقد ذھب بعض اہل العلم الی ھذا ولم یروا باسا باکل الضبع وھو قول احمد واسحاق وروی عن النبی ﷺ حدیث فی کراھیۃ اکل الضبع ولیس اسنادہ بالقوی وقدکرہ بعض اہل العلم اکل الضبع وھو قول ابن مبارک قال یحییٰ بن القطان وروی جریر بن حازم ھذا الحدیث عن عبداللہ بن عبید بن عمیر عن ابن ابی عمار عن جابرؓ عن عمرؓ قولہ وحدیث ابن جریج اصح

ترجمہ : بعض اہل علم مثلاً امام احمد 'امام اسحاق وغیرہ اس بات کی طرف گئے ہیں کہ کفتار کے کھانے میں کوئی

حرج نہیں اور رسول اللہ ﷺ سے بھی کفتار کے کھانے کے بارے میں کراہیت منقول ہے لیکن اس کی سند قوی نہیں اس لئے بعض اہل علم مثلاً عبداللہ بن مبارک وغیرہ نے کفتار کے کھانے کو مکروہ کہا ہے۔ امام یحییٰ بن قطان فرماتے ہیں کہ جریر بن حازم نے یہ روایت عبداللہ بن عبید بن عمیر اور انہوں نے ابن ابی عمار اور انہوں نے حضرت جابرؓ اور انہوں نے حضرت عمرؓ سے نقل کی ہے۔ لیکن ابن جریج کی روایت زیادہ صحیح ہے۔

حدثنا هناد حدثنا ابو معاوية عن اسماعيل بن مسلم عن عبدالكريم ابى امية عن حبان بن جزء عن اخيه خزيمة بن جزء قال سالت رسول الله ﷺ عن اكل الضبع قال او يأكل الضبع احد؟ وسالته عن اكل الذئب قال وياكل الذئب احد فيه خير۔

هذا حديث ليس اسناده بالقوى لا نعرفه الامن حديث اسماعيل بن مسلم عن عبدالكريم ابى امية وقد تكلم بعض اهل الحديث فى اسماعيل وعبدالكريم ابى امية وهو عبدالكريم بن قيس هو ابن ابى المخارق وعبدالكريم بن مالك الجزرى ثقة۔

ترجمہ: ھناد ابو معاویہ سے روایت کرتے ہیں اور وہ اسماعیل بن مسلم سے اور وہ عبدالکریم ابو امیہ سے اور وہ حبان بن جزء سے اور وہ اپنے بھائی خزیمہ بن جزء سے 'آپؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے بجّو کے کھانے کے بارے میں پوچھا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کیا کفتار بھی کوئی کھاتا ہے پھر میں نے آپؐ سے بھیڑیئے کے کھانے کے بارے میں پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا کیا بھیڑیا بھی کوئی نیک اور پاکباز آدمی کھاتا ہے۔ اس حدیث کی سند بے کار ہے' ہم اسکو صرف اسماعیل بن مسلم عن عبدالکریم ابی امیہ کی سند ہی سے جانتے ہیں۔

جبکہ بعض ائمہ حدیث نے اسماعیل اور عبدالکریم ابو امیہ کے بارے میں کلام کیا ہے' عبدالکریم سے مراد عبدالکریم بن قیس ہے۔ جو ابو المخارق کا بیٹا ہے اور عبدالکریم بن مالک الجزری ثقہ ہے۔

ضب کے بعد ضبع کا حکم بیان کرتے ہیں ضبع ایک معروف حیوان ہے اس کو پشتو میں کوگ اور گور گخ کہتے ہیں اور اردو میں بجّو اور فارسی میں کفتار کہا جاتا ہے اس کا استعمال اسم جنس کی طرح ہوتا ہے اگرچہ نر کے لئے ضبعان جس کی جمع ضباعین آتی ہے جیسے سرحان جس کی جمع سراحین ہے اور مادہ کے لئے ضبعانۃ جس کی جمع ضبعانات آتی ہے اور ضباع دونوں کی جمع کے لئے مشترکہ طور پر مستعمل ہوتا ہے اس کی تصغیر اضیبع آتی ہے۔

لغوی لطیفہ :

(۱) علامہ دمیریؒ نے حیات الحیوان میں ایک عجیب لغوی لطیفہ لکھا ہے فرماتے ہیں کہ ضبع مذکر کا تثنیہ ضبعان سے نہیں آتا اس لئے کہ اگر ہم تثنیہ بنائیں گے تو ایک الف زائد کا ہونا لازم آئے گا جو صحیح نہیں اور ضبع مونث یعنی ضبعانہ تثنیہ ضبعان کے وزن پر آئے گا۔

ضبع چھوٹی بکری کی جسامت کا ہوتا ہے گندی چیز ہے اور مردار کھاتا ہے، حتیٰ کہ قبروں سے مردوں کو نکال کر کھاتا ہے اور اس خصلت میں زیادہ مشہور ہے اس لئے کہ اس کو انسانی گوشت بہت زیادہ پسند ہے۔

طبی فوائد :- علامہ دمیریؒ نے حیات الحیوان میں حیوانات کے دیگر ابحاث کے علاوہ انکے طبی فوائد پر بھی کافی بحث کی ہے بہت عمدہ کتاب ہے طلباء اور علماء کو چاہیے کہ اسکا مطالعہ کریں۔

انہوں نے ضبع (کفتار) کے بھی مختلف طبی فوائد بیان کئے ہیں۔

(۱) اگر کوئی شخص کفتار (بجو) کی چربی کو اپنے جسم پر مل لے تو وہ کتوں سے محفوظ ہوگا۔

(۲) اگر اسکے پتے کو خشک کر کے اس سے سرمہ بنایا جائے اور اس کو آنکھوں میں استعمال کیا جائے تو آنکھوں کے دھند اور پانی آنے میں مفید ہے۔

(۳) اور اس کے استعمال سے آنکھ روشن ہو جاتی ہے۔

(۴) اور اگر اس کے پتے کو آدھا درھم کی مقدار نصف درھم شہد کے ساتھ استعمال کیا جائے تو سر اور آنکھوں کی تمام بیماری ختم ہو جائے گی۔

(۵) اور اگر شہد کیساتھ ملا کر آنکھوں میں استعمال کیا جائے تو آنکھوں میں خوبصورتی اور جِلا پیدا ہوتی ہے۔

(۶) بجو کے سرین کے قریب داہنی ران کے بالوں کا زیتون کے تیل کے ساتھ ملا کر استعمال کرنے سے زخم ٹھیک ہو جاتا ہے۔

فقہی اختلاف : بجو کھانے کا مسئلہ بھی علماء کے ہاں مختلف فیہ ہے امام احمد بن حنبل امام شافعی، امام اسحاق وغیرہ بجو کھانے کو حلال اور جائز کہتے ہیں جبکہ امام ابو حنیفہؒ، امام سفیان الثوری اور مالکؒ اسکو مکروہ کہتے ہیں۔ اور یہ روایت سعید بن مسیب سے بھی ہے۔

ملا علی قاریؒ نے کہا ہے کہ احناف کے ہاں بجو کھانا مکروہ تحریمی ہے۔

حدیث بالا سے امام احمد اور امام شافعیؒ استدلال کرتے ہیں کہ ضبع کا کھانا جائز ہے۔ صاحب کتاب پہلے امام احمد کی دلیل ذکر کرتے ہیں کہ ابن ابی عمار کی روایت ہے : أصید ھی ؟ کہ ضبع صید ہے یا نہیں۔ کہ اگر جنگل میں ضبع سامنے آئے اور کوئی شخص احرام میں ہو اور حالت احرام میں جب حاجی کسی چیز کو شکار کرے تو اس کے ذمے، کفارہ لازم ہے جزاء مثل ما قتل من النعم الایة جانوروں میں سے جو جانور شکار کرے تو اس کے مثل جزاء دینا لازم ہے تو اگر حاجی اسکو شکار کرے اس پر کفارہ لازم آئے گا یعنی تو کیا یہ شکار میں داخل ہے یا نہیں ؟ قال نعم: پھر پوچھا کہ اسکا کھانا جائز ہے۔ قال نعم کہ اس کا کھانا جائز ہے تو گویا آپؐ نے اجتہاد کر کے اس کے کھانے کا بیان کیا ہے کہ شکار کھانے کے لئے کیا جاتا ہے اور ضبع شکار ہے تو معلوم ہوا کہ اس کا کھانا بھی جائز ہے۔ قلت

اقاله رسول الله ﷺ تو میں نے پوچھا کہ کیا یہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا؟ تو حضرت نے فرمایا نعم تو جب شکار ہے تو اسکی جنایت دینا بھی ضروری ہے اور اس کا کھانا بھی جائز ہے۔ یہ امام احمدؒ کی دلیل ہے۔

بعض شراح ترمذی نے اس باب کی حدیث کے علاوہ سعد بن ابی وقاص کا عمل بھی نقل کیا ہے کہ انه کان یاکل الضبع کہ آپ بجو کھاتے تھے۔ اسی طرح عبداللہ بن عباس سے بجّو کے گوشت کی اباحت مروی ہے۔

الجواب : امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث مبہم ہے اور اس میں اشتباہ بھی ہے اگر صحیح بھی ہے تو دوسرے روایات کلیہ کو دیکھنا ضروری ہے۔ کہ نہی عن کل ذی ناب من السباع وکل ذی مخلب من الطیور تو اس میں سبوعیت ہے۔ دوسرا قرآن میں آتا ہے کہ ویحرم علیکم الخبث: وہ بھی کلیہ ہے کہ تمام خبیث حرام ہیں۔ اور خبیث وہی ہیں جو خبیث چیزوں کو کھاتے ہوں۔ مردار کھاتے ہوں، مردوں کو قبروں سے نکال کر کھاتے ہوں۔ مرغی وغیرہ بھگا کر کھاتے ہوں اگر انسان اس کا گوشت کھائے تو انسان کے اندر بھی یہ مذموم صفات داخل ہو جائیں گی۔

ابوداؤد اور دوسری کتابوں میں ہے صریح روایات میں نہی عن اکل الضب والضبع آیا ہے تو اس میں کلیۃً ممانعت ہے یہ صراحتاً قول ہے۔ اسی طرح حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ نہی عن اکل الضب والضبع کہ رسول اللہ ﷺ نے ضب اور ضبع (بجو) کھانے سے منع کیا ہے۔

امام ترمذی حزیمہ بن جزء کی روایت میں خود ذکر فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے کسی نے بجّو کے بارے میں پوچھا تو آپؐ نے جواب میں فرمایا کہ اویاکل الضبع کہ ضبع بھی کوئی کھاتا ہے۔ کیا یہ خوراک کی شئے ہے؟ اتنی واضح بات کی روشنی میں اس سے استدلال نہیں ہو سکتا: لہٰذا یہ استدلال ضعیف ہے۔

دوسری اہم بات یہ ہے کہ اقالہ کے الفاظ میں دو احتمالات ہیں اقالہ سے پہلے دو الفاظ ذکر ہو چکے ہیں ایک صید یعنی شکار کا ذکر ہے دوسرا اس کے کھانے کا ذکر ہے اور ہر شکار ماکول بھی نہیں ہوتا یا تو ضمیر شکار کی طرف راجع ہوگا کہ سائل پوچھنا چاہتا ہے کہ کیا اسکے شکار کی بات آپؐ نے فرمائی ہے اور یا پھر ضمیر اکل کی طرف راجع ہو گا مطلب یہ ہے کہ کیا اس کے کھانے کا حکم رسول اللہ ﷺ نے دیا ہے تو یہاں پتہ نہیں چلتا کہ سائل کون سی چیز کے بارے میں پوچھ رہا ہے۔ صید کی طرف راجع ہو تو پھر ماکول ہونے کی بات ختم ہو گئی اس لئے کہ ہر صید ماکول نہیں اور اگر اکل کی طرف راجع ہو تو پھر اکل ہونے پر دلالت کرے گا۔ اس میں دونوں احتمال ہیں تو اس میں احتیاط ہے اس لئے ضبع کا کھانا درست نہیں۔

جبکہ قاعدہ کلیہ ہے کہ اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال جب احتمال پیدا ہو جائے تو استدلال باطل ہو جاتا ہے۔ اس لئے اس سے استدلال باطل ہے۔

اگر کوئی کہے کہ یہ شکار ہے اور جب شکار ہے تو اسکا کھانا بھی جائز ہے۔ تو یہ قیاس بھی درست نہیں اس لئے کہ ہر شکار کھایا نہیں جاتا۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ اکلها قال نعم کیا میں اس کو کھا سکتا ہوں تو آپؐ نے فرمایا نعم تو یہ صحابی کا فہم اور اجتہاد ہے۔ انہوں نے اپنے فہم اور اجتہاد سے بجّو کے ماکول ہونے کا حکم فرمایا ہے لیکن امام ابو حنیفہ ' امام مالک 'وغیرہ حضرات فرماتے ہیں کہ جب کسی مسئلہ میں ایک طرف صحابی کا اپنا اجتہاد ہو دوسری طرف نص صریح ہو تو رسول اللہ ﷺ کا فرمان دلیل قطعی ہونے کی وجہ سے قابل ترجیح ہوگا اور صحابی کا قول مرجوح ہوگا۔ اسلئے کہ المجتهد قديخطى وقد يصيب کہ مجتہد کبھی خطاء کرتا ہے اور کبھی صواب کرتا ہے تو یہاں اگرچہ صحابی ہے مگر مجتہد ہے اور مجتہد ہونے کے ناطے سے خطا کرسکتا ہے اور دوسری طرف رسول اللہ ﷺ کا صریح قول ہے جو خطا کا احتمال نہیں رکھتا اس لئے وہ راجح ہے

قال يحيىٰ بن قطان الخ امام ترمذی اس روایت کے بارے میں یحییٰ بن قطان کے حوالہ سے ذکر کرتے ہیں کہ یہ روایت مرفوع نہیں۔ اس لئے کہ جریر بن حازم نے اس روایت کو عن عبدالله بن عبيد بن عمير عن ابن ابى عمار عن جابر عن عمر قوله روایت کیا ہے۔ لیکن امام ترمذی فرماتے ہیں کہ ابن جریج کی روایت زیادہ صحیح ہے۔ اور اسکی ایک وجہ یہ ہے کہ ابن جریج کی روایت مرفوع ہے اور جریر بن حازم کی روایت مرفوع نہیں اور دوسری وجہ یہ ہے کہ ابن جریج کی روایت کی مطابقت اسماعیل بن امیہ کی روایت سے ہے جو ابن ماجہ میں مذکور ہے' جبکہ جریر بن حازم کی کسی نے مطابقت نہیں کی۔

احناف کے دلائل : شوافع اور حنابلہ کے دلائل کے مقابلہ میں احناف تحریم کفتار کے لئے قرآن و سنت کے کلیات اور بعض صریح روایات سے استدلال کرتے ہیں۔ ایک بار پھر اس کا خلاصہ ذہن نشین کرلیں۔

(۱) قرآن کریم کا کلی حکم ہے کہ وہ يحرم عليكم الخبائث (الاية) کہ خبیث اشیاء کو اللہ تعالیٰ نے تم پر حرام قرار دیا ہے۔

خبیث ان اشیاء کو کہا جاتا ہے جو خبیث اور گندی اشیاء کھاتے ہیں مثلاً مردار حیوانات کو کھاتا ہو۔ مردوں کو قبروں سے نکال کر کھاتا ہو' ایسے حیوانات حیوان کی وجہ سے انسان کے اندر بھی وہ اخلاق خبیثہ انتقال کر جاتے ہیں اور وہ ان صفات کا متحمل ہو جاتا ہے۔

(۲) رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں ونهى عن كل ذى ناب من السباع و عن كل ذى مخلب من الطيور (الحديث) کہ رسول اللہ ﷺ نے ہر ذی ناب درندے اور ہر پنجوں والے پرندوں کے کھانے سے منع فرمایا ہے۔

جبکہ ضبع (بجّو) میں سبعیت بدرجہ اعلیٰ پائی جاتی ہے کہ مُردوں کو بھی کھاتا ہے۔

(۳) اسی طرح ابو داؤد وغیرہ میں واضح روایات موجود ہیں۔ کہ نہی عن اکل الضب والضبع (الحدیث) کہ رسول اللہ ﷺ نے ضب (گوہ) اور کفتار کے کھانے سے منع فرمایا ہے۔

(۴) حضرت علیؓ سے مروی ہے انه نہی عن اکل الضب والضبع کہ آپؐ نے ضب (گوہ) اور کفتار کے کھانے سے منع فرمایا ہے۔

یہ تمام نصوص اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ بجّو کا کھانا جائز نہیں۔ حبان بن جزء اپنے بھائی خزیمہ بن جزء سے روایت کرتے ہیں کہ رسالت رسول اللہ ﷺ عن اکل الضبع قال او یاکل الضبع احد کیا بجّو بھی کوئی کھاتا ہے۔ اور وہ بھی کوئی کھانے کی چیز ہے۔

وسالته عن اکل الذئب اور پھر میں نے شیر کے کھانے کے بارے میں پوچھا کہ کیا اس کو کھانا جائز ہے تو آپؐ نے فرمایا یاکل الذئب احد فیه خیر جس میں بھی تھوڑی بہت عقل اور فطرت سلیمہ ہو اور اس میں کوئی خیر ہو تو وہ اس کو نہیں کھائے گا۔ اس حدیث سے دونوں کی ممانعت کی گئی۔ لیکن بجّو کے بارے میں سیاق و سباق اور طرح کا ہے اور ذئب کے بارے میں سوال وجواب کی کیفیت الگ ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کیا کوئی شخص بجّو بھی کھاتا ہے۔ اس کے کھانے پر تعجب ظاہر کیا۔ تو ذئب بھی حرام چیز ہے مگر بجّو سے اسکو کم تر قرار دیا کہ جس میں بھی کچھ پاکیزگی ہو اور وہ فطرت سلیمہ کا مالک ہو تو وہ نہیں کھائے گا اسلئے کہ وہ شیر سے بہت زیادہ گندا جانور ہے وہ تو مردوں تک کو کھا جاتا ہے اور شیر کے کھانے کے بارے میں جب پوچھا گیا تو اس کا جواب بہ نسبت اول کے کچھ سہل تھا کہ جس میں فطرت سلیمہ اور پاکیزگی اور خیر ہو تو وہ شیر کو نہیں کھائے گا ورنہ شیر کھانا تو بجّو کھانے سے بہتر ہے اس لئے کہ شیر اگرچہ حیوان مفترس ہے مگر وہ پھر بھی زندہ شکار پکڑ کر کھاتا ہے۔ گندی اور مردار اشیاء کو نہیں کھاتا اگر اس میں حرمت آئی بھی تو وہ سبعیت (درندگی) کی وجہ سے آئی ہے۔ ورنہ اگر ظاہری طور پر دیکھا جائے تو اسکے گوشت میں اتنی زیادہ گندگی نہیں ہوتی اس لئے کہ وہ تازہ تازہ گوشت کھاتا ہے، جنگل میں ہرن اور دوسرے زندہ حیوانات کا شکار کرتا ہے بخلاف بجّو کے وہ ہر قسم کی گندگیوں کو کھاتا ہے تو گویا کہ بجّو کے کھانے کی حرمت پر اجماع ہے۔ اور ذئب تو اسکے بارے میں بھی رسول اللہ ﷺ نے استفہام انکاری کی کیفیت اختیار کی اور او یاکل الذئب احد فیه خیر کہ جس میں کوئی خیر ہو کیا وہ شیر کو کھاتا ہے؟ مطلب یہ ہے کہ جس میں خیر ہو وہ شیر کو نہیں کھائے گا۔ تو رسول اللہ ﷺ کی اس طرز اور انداز کلام نے ثابت کر دیا کہ ضبع حلال نہیں بلکہ اس کی زیادہ قباحت بیان کی۔

اس روایت کو امام ترمذی نے اسی باب میں ذکر کیا ہے۔ مگر اولاً اس کے بارے میں فرما چکے ہیں اور اس کے مقابل حنابلہ کی روایت کو ترجیح دیتے ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ امام ترمذی بھی بجّو کھانے کے قائل ہیں

اور روایت کی تضعیف کی وجہ یہ بیان کرتے ہیں۔ ھذا حدیث اسنادہ لیس بالقوی اس روایت کی سند قوی نہیں ہے۔ امام ترمذی اس عبارت سے حنفیہ کے مستدل کو ضعیف کرنا چاہتے ہیں

قد تکلم بعض اہل الحدیث :

یہاں اہل حدیث سے معروف غیر مقلد مراد نہیں بلکہ اہل حدیث سے مراد وہ ائمہ کرام ہیں جن کو رجال کا علم (جو عظیم الشان علم ہے اس کے ذریعے احادیث کو پرکھا جاتا ہے) حاصل ہو اس حدیث کو ابو معاویہ نے اسماعیل بن مسلم اور انہوں نے عبدالکریم ابو امیہ سے روایت کیا ہے مگر بعض ائمہ جرح و تعدیل نے اسماعیل بن مسلم اور عبدالکریم پر کلام کیا ہے اور عبدالکریم سے مراد عبدالکریم بن قیس ہے جو ضعیف ہے اس کے علاوہ عبدالکریم بن مالک الجزری بھی ہے اور وہ ثقہ ہے۔

الجواب :- ہم کہتے ہیں کہ کس پر کلام نہیں ہوا ہے اور کون کلام سے بچ سکا ہے۔ ہمارے نزدیک یہ دونوں راوی قوی ہیں اس لئے کہ بعض ائمہ جرح کی تضعیف سب ائمہ کی تضعیف نہیں ہو سکی اور نہ اس سے حدیث کو ناقابل استدلال بنانا صحیح ہے ورنہ پھر تو احادیث مبارکہ کا ایک بڑا ذخیرہ ختم ہو جائے گا ذخیرہ احادیث میں بہت کم روایات ایسی ہیں جن پر سب ائمہ جرح و تعدیل متفق ہیں۔ امام ترمذیؒ کے اس اصول سے تو امام ترمذی کے خود بھی کافی مستدلات ختم اور ساقط ہو جائیں گے اس لئے کہ بعض ائمہ نے ان کے مستدل احادیث کی تضعیف کی ہے اسی طرح صحیح بخاری کی بھی بعض روایات ایسی ہیں جن پر ائمہ نے جرح کی ہے خود امام بخاریؒ اور امام ابو حنیفہ اور دوسرے ائمہ کرام جن کی امامت مسلّمہ ہے پر جرح ہو چکی ہے تو جب دوسری طرف امت کے مقتدر ائمہ ان کی تعدیل کرتے ہیں تو اگر ایک دو آدمی ان کی تضعیف کر بھی جائیں تو اس پر کوئی اثر نہیں پڑے گا ورنہ پھر تو اس صول سے احادیث کا ایک بڑا ذخیرہ ساقط ہو جائے۔

عبدالکریم بن قیس الخ :

امام ترمذی رواۃ کو خوامخواہ ضعیف کرنے کے لئے فرماتے ہیں کہ عبدالکریم نامی راوی دو ہیں ایک عبدالکریم بن قیس ہے جو ضعیف ہے اور دوسرا عبدالکریم بن مالک الجزری ہے جو ثقہ ہے کہیں عبدالکریم سے تم عبدالکریم بن مالک مراد نہ لے لو۔

ہم کہتے ہیں کہ ٹھیک ہے اسکے ہاں ایک قوی اور دوسرا ضعیف ہو گا مگر ہمارے ہاں دونوں قوی ہیں۔ ملا علی قاریؒ امام ترمذی کے قول کے جواب میں فرماتے ہیں کہ امام حسن بصریؒ نے بھی اس حدیث سے استدلال کیا ہے اور جو اجتہاد کا استدلال بن جائے تو وہ اس بات کی دلیل ہے کہ یہ روایت نفس الامر میں صحیح ہے اگرچہ سند کی وجہ سے ضعیف ہے۔

باب ماجاء فی الاکل فی انیه الکفار

کفار کے برتنوں میں کھانا

حدثنا زید بن اخزم الطائی ' حدثنا سلم بن قتیبة ' حدثنا شعبة عن ایوب عن ابی قلابة عن ابی ثعلبة قال سئل رسول الله ﷺ عن قدور المجوس قال انقوھا غسلا واطبخوا فیھا ونھی عن کل سبع ذی ناب هذا حدیث مشھور من حدیث ابی ثعلبة وروی عنه من غیر هذا الوجه ' وابو ثعلبة اسمه جرثوم ویقال جرھم ویقال ناشب قد ذکر هذا الحدیث عن ابی قلابة عن ابی اسماء الرجی عن ابی ثعلبة ۔

ترجمہ : زید بن احزم الطائی فرماتے ہیں کہ ہم سے سلم بن قتیبہ نے روایت کی اور وہ فرماتے ہیں کہ ہم سے شعبۃ نے روایت کی اور انہوں نے ایوب سے اور انہوں نے ابو قلابہ سے اور انہوں نے ابو ثعلبہ سے انہوں نے حضور ﷺ سے مجوسیوں کے برتنوں کے بارے میں پوچھا تو آپؐ نے فرمایا کہ انکو دھولو اور پھر ان میں پکالو اور آپ ﷺ نے ہر درندے سے منع فرمایا ہے۔

یہ حدیث ابو ثعلبہ کی روایت سے مشہور ہے اور آپؐ سے بہت سارے اشخاص نے اسی طرح روایت کی ہے اور ابو ثعلبۃ کا نام جرثوم ہے اور انکو جرھم بھی کہا جاتا ہے اور انکو ناشب بھی کہا جاتا ہے۔ اور اس روایت کو عن ابی قلابة عن ابی اسماء الراحبی عن ابی ثعلبة کی سند سے ذکر کیا گیا ہے۔

حدثنا علی بن عیسی بن یزید البغدادی ' حدثنا عبیدا لله بن محمد العیشی حدثنا حماد بن سلمة عن ایوب و قتادة عن ابی قلابة عن ابی اسماء الرحبی عن ابی ثعلبة الخشنی انه قال : یا رسول الله انا بارض اھل کتاب فنطبخ فی قدورھم و نشرب فی آنیتھم فقال رسول الله ﷺ ' ان لم تجدو اغیر ھا فارحضوھا بالماء ثم قال یا رسول الله ﷺ انا بارض صید فکیف نضنع ؟ قال اذا ارسلت کلبك المکلب و ذکرت اسم الله فقتل فکل وان کان غیر مکلب فذکی فکل واذارمیت بسھمك وذکرت اسم الله فقتل فکل۔ ھذا حدیث حسن صحیح ۔

ترجمہ : ہمیں علی بن عیسیٰ بن یزید البغدادی نے روایت کی اور انہوں نے عبیداللہ بن محمد العیشی سے اور انہوں نے حماد بن سملہ سے اور انہوں نے ایوب اور قتادہ سے اور انہوں نے ابو اسماء الراحبی سے اور انہوں نے ابو ثعلبہ الخشنی سے اور انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہم اہل کتاب کی زمین میں

ہوتے ہیں پس ہم ان کے برتنوں میں پکاتے ہیں آپؐ نے فرمایا اگر ان کے برتنوں کے علاوہ کوئی برتن نہ پاؤ تو پانی کے ساتھ دھولو۔ پھر آپؓ نے عرض کیا کہ ہم کبھی شکار کی زمین میں ہوتے ہیں تو ہم کیا کریں؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم نے اپنے تعلیم یافتہ کتے کو چھوڑ دیا اور اس پر اللہ کا نام لیا اور پھر اس نے شکار کو قتل کیا تو اسکو کھالو اور اگر کتا غیر تعلیم یافتہ ہو اور شکار کو ذبح کیا گیا تو اس کو کھالو' اور جب تم نے تیر چلایا اور اس پر اللہ کا نام لیا اور اس سے شکار مر گیا تو اس کو کھالو۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

عن ابی ثعلبة قال سئل رسول الله ﷺ عن قدور المجوس :رسول اللہ سے مجوس کے برتنوں کے بارے میں پوچھا گیا کہ اس میں کھانا کھانا کیسا ہے۔

قدور :-

قدر کی جمع ہے بڑے برتن 'ہانڈی کو کہا جاتا ہے۔ قدوری' جو فقہ کی کتاب کا نام ہے اس لئے ہے کہ مصنف برتن فروخت کرتے تھے۔ اور خصوصیت سے قدور بڑی بڑی دیگوں کو کہا جاتا ہے جن میں پلاؤ وغیرہ پکایا جاتا ہے تو جب ان بڑے برتنوں کا حکم معلوم ہوا تو چھوٹے چھوٹے برتن' پلیٹ' چمچ گلاس وجگ وغیرہ کا حکم بدرجہ اولیٰ معلوم ہے۔

مجوس :-

مجوس کفار میں ایک بڑا خبیث گروہ ہے یہ اپنے آپ کو اہل کتاب کہتے ہیں مگر ہمارے نزدیک وہ اہل کتاب نہیں ان کی طرف کوئی کتاب نازل نہیں ہوئی ہے۔ ان کے نزدیک ماں' بہن اور بیٹی سے نکاح حلال ہے۔ ان میں حلال حرام کی کوئی تمیز نہیں ہے۔ یہ لوگ اغلظ ترین کفار ہیں جب ترجمۃ الباب سے انکا حکم معلوم ہوا تو دوسرے کفار کا حکم خود بخود بدرجہ اولیٰ معلوم ہوا۔ انقوها عنسلا یعنی انکو صاف کرو نقی ینقی صاف کرنا' كل تقی نقی فهو آلی (الحدیث) ہر پاک اور صاف متقی شخص میرا اہل ہے۔ ونهی عن كل سبع ذی ناب ہم جو بار بار درس میں کہتے ہیں کہ حکم کلی ہے۔ رسول اللہ ﷺ اس کلیۃ کو ہر جگہ فرماتے ہیں۔

سبع :- سبع کسے کہتے ہیں المفترس من الحیوان 'جو حیوان افتراس یعنی چیر پھاڑ کرتا ہو جیسے اسد (شیر) منطق کی کتابوں میں تم لوگ پڑھ چکے ہو اسد کی حقیقت حیوان مفترس ہے۔ جس جانور میں افتراس اور اختطاف پایا جاتا ہو تو سبع ہے اس لئے اس میں فیل (ہاتھی) قردۃ (لومڑی) اسد (شیر) ذئب (بھیڑیا) نمر (چیتا) وغیرہ ان تمام جانوروں میں افتراس بھی ہے اور ذی ناب بھی۔

ابن سینا کا قول :- اللہ تعالیٰ نے بعض حیوانات کو سینگ دیئے ہیں جن کی وجہ سے وہ اپنے آپ کو بچاتے ہیں اور بعض حیوانات کو انیاب دیئے ہیں اس کے ذریعے وہ اپنے آپ کو بچاتے ہیں۔ ابن سینا کہتے ہیں کہ جن حیوانات کے

قرن (سینگ) ہوتے ہیں تو انکے انیاب نہیں ہوتے اور جن کے انیاب ہوتے ہیں انکے سینگ نہیں ہوتے۔
ناب ان خاص دانتوں کو کہا جاتا ہے جو رباعیات سے پیچھے ہوں پشتو میں ان کو "پسی غاخ" کہا جاتا ہے۔
اس لئے کہ ان دانتوں کی نوک ہوتی ہے کتے کے دانت کی طرح۔ اسلئے امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں ہر وہ حیوان جو مفترس ہو اور وہ گوشت کھاتا ہو تو اسکا کھانا جائز نہیں البتہ امام شافعی فرماتے ہیں سبع اسے کہا جاتا ہے کہ جو صرف انسان پر حملہ آور ہوتا ہو۔ اس لئے آپؒ اس حکم سے دو تین اشیاء کو مستثنیٰ قرار دیتے ہیں جیسے ضبع، ثعلب، ضب وغیرہ کہ ان حیوانات کا کھانا جائز ہے مگر امام ابو حنیفہؒ ان کو بھی حرمت میں شامل کرتے ہیں اسلئے کہ ان میں افتراس بھی موجود ہے اور زندہ جانور کا گوشت بھی کچا کھاتے ہیں۔ جو سبعیت کی علامت ہے اور سبع کھانے سے رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے۔ عن ابی قلابة عن ابی ثعلبة

علامہ ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ ابو قلابہ کی ملاقات ابو ثعلبہ سے نہیں ہوئی ہے اور اس روایت کی سند منقطع ہے اسلئے امام ترمذیؒ آگے سند کی تفصیل ذکر کرتے ہیں کہ دیگر اسناد میں ابو ثعلبہ اور ابو قلابہ کے درمیان ابو اسماء الرحبی ہے جو یہاں ذکر نہیں۔ اسلئے فرماتے ہیں وقد ذکر هذا الحدیث عن ابی قلابة عن ابی اسماء الرحبی عن ابی ثعلبة یہ روایت ابو قلابہ سے مروی ہے اور انہوں نے ابو اسماء الرحبی اور انہوں نے ابو ثعلبہ سے روایت کی ہے۔ هذا حدیث مشهور من حدیث ابی ثعلبة یہ حدیث ابو ثعلبہ کی حدیث سے مشہور ہے ۔ وابو ثعلبة اسمه جرثوم و یقال جرهم امام ترمذی ابو ثعلبہ کا تعارف کراتے ہیں کہ ابو ثعلبہ کون ہے تو اسکا نام جرثوم ہے مگر انہیں جرہم بھی کہا جاتا ہے۔ انا بارض اهل الکتاب فنطبخ فی قدورهم و نشرب فی آنیتهم الخ کہ اہم اہل کتاب کی زمین میں ہوتے ہیں۔

امام بخاری کا ترجمہ الباب کے اثبات پر اعتراض :- امام بخاریؒ نے مجوس کے برتنوں کا حکم بیان کرنے کیلئے اس روایت کو ذکر کیا ہے۔

اعتراض : یہاں امام بخاری پر اعتراض وارد ہوتا ہے کہ مجوس تو اہل کتاب نہیں پھر امام بخاری نے اہل کتاب والی روایت کیسے بطور استدلال پیش کی ہے۔

الجواب :

(۱) تو اس کا جواب یہ ہے کہ چونکہ وہ لوگ اپنے آپ کو اہل کتاب کہتے ہیں اس لئے ان کے اعتقاد کے مطابق اہل کتاب کے ظروف کا حکم والی روایت ذکر فرمائی۔

(۲) یا یہ کہ مجوس کے ظروف کا حکم اہل کتاب کے ظروف کے حکم پر قیاس کرو۔

(۳) یا امام بخاریؒ ان کو اہل کتاب مانتے ہیں اس لئے اہل کتاب والی روایت کو ترجمۃ الباب کے اثبات کیلئے

ذکر کیا۔ نطبخ فی قدورهم 'ہم انکے برتنوں میں پکاتے ہیں و نشرب فی آنیتهم اور انکے برتنوں میں پیتے ہیں۔ فقال رسول الله ﷺ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا فان لم تجدو اغیرها بہتر تو یہ ہے صاف اور پاکیزہ برتن کو استعمال کرو لیکن اگر تم اس کے علاوہ برتن نہیں پاتے ہو۔ فارحضوها بالماء: رخص یرخص باب نصر سے دھونے کے معنی ہیں۔ فارحضوها ای فاغسلوها مطلب یہ ہے کہ مجوس اور اہل کتاب کے برتنوں کو زیادہ مانجھنے کی ضرورت نہیں غسل خفیف کافی ہے' رخص صرف گیلا کرنے کے معنی میں بھی آتا ہے جیسا کہ متنبی میں ہے فصبیبها الرحضاء تو پھر اس مجبوری کی وجہ سے اس کا استعمال جائز ہے لیکن ان کو دھو کر برتنوں کو نجاست سے پاک کردو۔ مگر صرف شک کی بناء پر اس کو ناپاک نہ سمجھو اور نہ خواہ مخواہ اس میں شک پیدا کرو اور شک کی وجہ سے اس کو نجس مت سمجھو جب تک یقین نہ ہو۔

غیر ملکی کپڑوں وغیرہ کا حکم: یہی حکم دیگر اشیاء کا ہے مثلاً لنڈا بازار میں یورپ اور برطانیہ وغیرہ ممالک سے مستعمل کپڑے آتے ہیں اور اکثر لوگ اس کو خرید کر استعمال کرتے ہیں تو اس کا یہی حکم ہے کہ اس کو دھو کر استعمال کیا جائے تاکہ شراب اور پیشاب وغیرہ نجاسات کے احتمالات ختم ہو جائیں۔ مگر یہ حکم تب ہے جب انسان کو یقین ہو اس پر شراب و پیشاب وغیرہ کے قطرات گر چکے ہونگے۔ ورنہ بصورت دیگر دھونا مستحب ہے۔ لازمی نہیں لیکن جہاں یقین نہ ہو تو صرف شک کی بناء پر کسی چیز کو نجس نہیں کہنا چاہیے۔ مثلاً تمہیں نیا لباس اور نیا کوٹ باہر ممالک کا مل جائے تو اس کو بغیر دھوئے استعمال کریں اس میں شک پیدا نہ کرو' رسول اللہ ﷺ کے پاس غیر مسلموں (روم' فارس) کی طرف سے کچھ تحفے آئے اسمیں ایک عدد جبہ بھی تھا تو رسول اللہ ﷺ نے بسم اللہ پڑھ کر زیب تن کیا۔

حضرت عمرؓ ایک صحرا میں گئے تو وہاں ایک تالاب کے پانی سے وضو بھی فرمایا اور نوش بھی کیا انہوں نے کوئی شک نہیں کیا کہ اس تالاب سے گدھوں اور دیگر حیوانات نے پانی پیا ہو گا اس لئے خواہ مخواہ شک نہیں پیدا کرنا چاہیے۔ ہاں اگر تم نے دیکھ لیا تو ٹھیک ہے۔ اس لئے کہ شریعت مقدسہ آسانی لاتی ہے آپ کا ارشاد ہے یسروا ولا تعسروا 'آسانی کرو سختی نہ کرو۔ یہاں بھی شریعت آسانی لاتی ہے کہ اس کو صرف کھنگالنا ہے بار بار دھونا اور اس کو مانجھنا نہیں ہے۔ ثم قال یا رسول الله کنا بارض صید یہاں صحابی (راوی) دوسرے مسئلے کے بارے میں معلومات کرنا چاہتے ہیں کہ اے اللہ کے رسول ہم شکار کے لئے شکار گاہ جاتے ہیں وہاں تو چاقو' چھری نہیں ہوتی اور شکار بغیر ان اشیاء کے کرتے ہیں فکیف نصنع ہم شکار کیسے کریں' تو آپؐ نے فرمایا اذا رسلت کلبك المكلب اگر تم نے سدھایا ہوا کتا شکار پر چھوڑ دیا۔ کیا تم نے شکار کے لئے کوئی کتا' باز' عقاب یا دوسرے حیوانات میں سے کسی حیوان کو پالا ہے اور اس کی تربیت کی ہے اس کو شکار کی تعلیم دی ہے اسکو

معلم بنایا ہے ؟

شکاری کتے کیلئے شرائط : کتے دو قسم کے ہوتے ہیں ایک کلب معلم اور دوسرا کلب عقور۔ کلب عقور اس کتے کو کہا جاتا ہے جو طبعاً کسی چیز کو چیر تا پھاڑ تا ہو۔ اور کلب معلم اسکو کہا جاتا ہے کہ اس کو شکار کھیلنے کی تعلیم دی گئی ہو۔ فقہاء کرام نے کلب معلم کے لئے چند شرائط ذکر کی ہیں۔

(۱) کتا یا باز وغیرہ تعلیم یافتہ ہو کہ وہ شکار پکڑ کر تمہارے پاس لے آئے خود اس کو نہ کھائے۔

(۲) شکاری اپنے ارادے سے کتے کو شکار کے پیچھے چھوڑ دے وہ از خود شکار کے پیچھے نہ جائے۔

(۳) شکاری کتا خود شکار کو نہ کھائے بلکہ تمہارے لئے پکڑے۔

(۴) کتا چھوڑتے وقت بسم اللہ (اللہ کا نام) لیا گیا ہو۔

(۵) امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک پانچویں شرط بھی ضروری ہے کہ کتا شکار کو زخمی بھی نہ کرے۔ آپؒ اس شرط کے لئے جوارح المکلبین سے استدلال کرتے ہیں۔

کلب معلم کی علامت : کلب معلم کی علامت یہ ہے کہ کم از کم تین بار اس کو شکار کے پیچھے چھوڑا جائے۔ اور اگر راستے ہی میں اس کو واپسی کیلئے آواز دی جائے اور وہ واپس آئے تو اب یہ کتا معیار پر پورا اترے گا اور اس کو کلب معلم کہا جائے گا۔ واذا ارسلت جب تم نے اپنے تعلیم یافتہ کتے کو شکار کیلئے اللہ کا نام لے کر چھوڑا اور اس کتے نے شکار کو ہلاک کر دیا تو اس کا کھانا حرام نہیں۔ وان کان غیر مکلب اور اگر کتا تعلیم یافتہ نہ ہو اور اس نے کسی شکار کو پکڑا اور تم نے اسکے منہ سے زبردستی چھین لیا تو اب اگر وہ شکار زندہ ہے تو فذکی پس اس کو شرعی طریقے سے ذبح کرو اور اس کو کھاؤ اور اگر اس شکار کو وہ ہلاک کرے چاہے اس سے کھائے یا نہ کھائے تو وہ حرام ہے اس کا کھانا جائز نہیں۔ واذا رمیت بسهمك اور جب تم شکار کے پیچھے تیر پھینکو 'تیر میں یہ شرط ہے کہ وہ خود جارح ہو دھار والا ہو۔

بندوق کی گولی کا شکار :- اگر وہ چیز خود جارح نہ ہو تو اس کا کیا ہوا شکار حلال نہیں جیسے آج کل بندوق کی گولی سے مارا ہوا شکار 'شرعاً یہ شکار حلال نہیں۔ اگرچہ بعض حضرات مثلاً علماء مصر نے اس کو حلال قرار دیا ہے اس قسم کی باتیں کرنا لاعلمی اور فقہ سے عدم تعلق کی دلیل ہے۔ ہمارے اکابرین علماء دیوبند مثلاً مفتی کفایت اللہ 'مولانا اشرف علی تھانوی' مفتی محمد شفیع' مفتی عزیز الرحمان 'اور دیگر حضرات کی رائے یہ ہے کہ چونکہ بندوق کی گولی خود جارح نہیں بلکہ اس کی جارح بارود کے زور سے ہوتا ہے اس لئے اس سے کیا گیا شکار حرام ہے اور قدیم فقہاء کرام نے بھی بندوق سے قتل شدہ شکار کی حرمت کی تصریح کی ہے۔ لیکن جو چیز خود جارح ہو اور اس پر پھینکتے وقت اللہ کا نام لیا جائے تو اس کا مرا ہوا شکار حلال ہے اور اس کا کھانا جائز ہے۔

بحث و نظر
خاص برائے الحق

مفتی محمد مصباح الدین قاسمی *

رؤیت ہلال......اختلاف مطالع اور فلکی حساب

رؤیت ہلال کا موضوع دینی مسائل میں ایک مستقل بحث ہے۔ فقہا کی ایک بڑی جماعت نے اس بحث میں ہر دور میں حصہ لیا ہے۔ عصر حاضر میں سائنس کی ترقی اور ذرائع ابلاغ کے فروغ نے اس مسئلہ کو بعض جہات سے از سر نو ابھار دیا ہے، اور بسا اوقات تو یہ 'علمی موضوع' ایک نزاعی بحث کی صورت اختیار کر گیا ہے۔ اس صورتحال نے اس بات کی ضرورت پیدا کر دی ہے۔ کہ حالات کے نئے تناظر میں اس باب کی اصل نصوص اور فقہا کے اجتہادات کی تفہیم جدید کی جائے۔ زیر نظر مقالہ اسی غرض کی تکمیل میں فقہ اکیڈمی آف انڈیا(۱) کے جاری کردہ سوالنامہ کے جواب میں تحریر کیا گیا ہے۔

اسلام کا فلسفہ توقیت برائے عبادت انسان اپنی غیر اختیاری زندگی میں اسی طرح خالق کائنات کے نظام تکوین کا پابند ہے جس طرح دیگر مخلوقات ہیں۔ لیکن اپنی اختیاری زندگی میں وہ خدائے تعالیٰ کے نظام تشریع کا مخاطب ہے۔ تشریعی نظام کی رو سے اسکا مقصد وجود 'عبادت' ہے۔ عبادت میں اطاعت بھی شامل ہے۔ جو کہ زندگی کے ہر لمحہ میں مطلوب ہے۔ مگر عبادات محضہ یعنی خالص عبادتیں وقفہ وقفہ اور وقتاً فوقتاً مشروع ہیں۔ قرآن کا ارشاد ہے۔ ان الصلاة كانت على المومنين كتابا موقوتاً (النساء ٤: ١٠٣) (۲) نماز کی طرح روزہ حج اور زکوٰۃ بھی کتاب موقوت ہیں یعنی انہیں وقت وقت سے ادا کیا جاتا ہے۔ اسوقت کی شناخت کیلئے شریعت نے ان عبادات کو کرہ ارض پر بر سر عمل نظام توقیت سے وابستہ کر دیا ہے تاکہ اوقات کی تبدیلی کے ساتھ یہ ہمیشہ ادا کی جاتی رہیں۔

ان عبادات میں سے نماز کی ادائیگی ہر روز پنجگانہ مطلوب ہے اسکے لئے شمسی آثار کو میقات بنایا گیا ہے۔ فرمایا: اقم الصلوٰة لدلوك الشمس إلى غسق الليل وقرآن الفجر (الاسراء ١٧: ٧٨) (۳) دن ورات اور اس کے مختلف پہروں کا تعلق سورج سے ہے۔ چنانچہ اسکے لئے آفتاب ہی حقیقی تکوینی میقات بن سکتا

---

* شعبہ دینیات علی گڑھ مسلم یونیورسٹی انڈیا

تھا۔ایک دن میں سورج کا عروج وزوال مکمل ہو جاتا ہے اور لوگوں کے لئے اس عروج وزوال کے آثار آسمان پر پوری طرح ظاہر ہوتے ہیں۔

روزہ ، حج اور زکوٰۃ شریعت میں سالانہ کسی مخصوص مہینے میں مطلوب ہیں۔ ان کیلئے قمری مظاہر کو میقات قرار دیا گیا۔ فرمایا یسئلونک عن الاهلة ، قل هی مواقیت للناس والحج (البقره ۲ : ۱۸۵) (۴) یہ گویا اسلامی تقویم کی اس بنیاد کا اعلان ہے کہ تمام مہینوں کیلئے میقات ہلال ہے نہ کہ سورج۔ اس طرح اسلامی تقویم ہلالی تقویم ہے اور حقیقت یہ ہے کہ ماہ و سال کی تعین کیلئے چاند ہی حقیقی تکوینی میقات بن سکتا تھا(۵)۔ سورج کے برعکس چاند کے عروج وزوال کے مظاہر ہر ماہ آسمان پر پوری طرح نمایاں ہوتے ہیں اور ایک سال میں اسکا عروج وزوال بارہ مرتبہ میں مکمل ہو جاتا ہے۔ کتاب الہی کے مطابق اللہ تعالیٰ کے نزدیک سال میں بارہ مہینے ہی مقرر ہیں۔ یہی اللہ کی دائمی تقویم ہے : ان عدة الشهور عندالله اثنا عشر شهرا فی کتاب الله یوم خلق السماوات والارض ، منها اربعة حرم ، ذلك الدین القیم (التوبه ۹ : ۳۶) (۶) قرآن کے بیان کے مطابق سورج اور چاند دونوں ایک محکم حسابی نظام کے تحت محو گردش ہیں۔ یہ گردش اتنی معین اور یقینی ہے کہ علم ہیئۃ الافلاک نے اس کی رفتار کا حساب پوری قطعیت کے ساتھ منضبط کر لیا ہے۔ یہ حساب سکنڈ کے ہزارویں لاکھویں حصے تک دنیا کے ہر خطہ کے لئے بالکل درست طور پر معلوم ہو جاتا ہے اسطرح خالق فطرت نے شب وروز کیلئے آفتاب کو اور ماہ وسال کے شمار کے لئے ماہتاب کو موزوں کیا ہے۔ لہذا نماز کے لئے شمسی کیلنڈر اور روزہ وحج وزکوٰۃ کے لئے ہلالی کیلنڈر مرتب کیا جاسکتا ہے(۷) اس سلسلہ میں قرآن کے متعدد ارشادات ہیں : والشمس والقمر بحسبان (الرحمان ۵:۵۵) کل یجری لا جل مسمی (الرعد ۵:۱۳) والشمس تجری لمستقرلها، ذلك تقدیر العزیز العلیم، والقمر قدرنه منازل ، حتی عاد کالعرجون القدیم (یسین ۳۶: ۳۹،۳۸) هوالذی جعل الشمس ضیاء والقمر نورا و قدره منازل لتعلموا عدد السنین والحساب (یونس ۵:۱۰) وجعلنا اللیل والنهار آیتین فمحونا آیة اللیل و جعلنا آیة النهار مبصرة لتبتغوا فضلا من ربکم و لتعلموا عددالسنین والحساب (الاسراء ۱۲:۱۶) (۸)

مصالح توقیت

اسلامی عبادات کیلئے شمسی یا قمری دونوں میقاتوں کی تعیین پانچ بنیادی اصولوں اور مصالح وحکم پر مبنی ہے۔

(۱) تشریع وتکوین میں ربط اور مطابقت وموافقت عبادت نظام تشریع کا حصہ ہے اور وقت نظام تکوین کا عبادت کو وقت سے وابستہ کر کے عالم تشریع اور عالم تکوین میں ایک گہرا ربط قائم کر دیا گیا ہے۔ کائنات کی ہر شے اور

سورج اور چاند اللہ تعالیٰ کے لئے اپنی تکوینی عبادت، صلات و تسبیح (۹) اور سجدے میں مصروف ہیں۔ تکوینی وقت سے وابستہ ہو کر انسان بھی ان ہی کے ساتھ اپنی تشریعی صلات و تسبیح اور سجدے میں مشغول ہو جاتا ہے اور اسطرح پوری کائنات بشمول انسان باجماعت ہو جاتی ہے۔ تکوین و تشریع دونوں عالم میں ایک مقصدی ہم آہنگی پیدا ہو جاتی ہے۔ متعین شریعت اور کائنات کا دو طرفہ باہمی ربط قائم ہو جاتا ہے تکوین کا ہر تغیر کائنات کی یاد کی نشانی بن جاتا ہے یہ ایک قسم کی تکوینی تزکیہ و ترغیب ہوتی ہے جو انسان کیلئے تذکر کا سامان بن جاتی ہے وہ ذکر الٰہی میں لگ جاتا ہے۔ قدرت کے جلووں کو دیکھ کر خالق کی عظمت کا احساس ابھرتا ہے اور منادی پکار اٹھتا ہے: اللہ اکبر اللہ اکبر شمس و قمر کا یہ پیہم تغیر بزبانِ حال ایک ندائے تکوینی و بصری (Visual call) ہے جس کا جواب بزبانِ قال اذان تشریعی و صوتی (Audio call) ہے۔ اس طرح وقت اور عبادت کا یہ تعلق فی الواقع عالم تشریع و تکوین میں ایک روحانی اور زندہ ربط تشکیل دیتا ہے۔ اور خالق کی جانب سے آثار شمس و قمر کے ذریعہ ندائے۔ عبادت ابھر ابھر کر مکلفین کو مخاطب کرتی رہتی ہے۔

اگر اوقات عبادت کو مظاہر فطرت سے وابستہ نہ کیا جاتا تو تکوین سے تشریع کا زندہ ربط ختم ہو جاتا، خالق کی عبادت کرتے وقت اللہ کے بندے ندائے تکوین نہ سن پاتے۔ خطاب تشریعی کے متوجہ ہونے کی کوئی علامت کائنات میں نہ ابھر پاتی۔ (۱۰)

(ب) یسر اور سہولت شریعت کا مزاج ہے۔ اللہ تعالیٰ کی یہ شریعت مقصد اور وسیلہ دونوں اعتبار سے یسر، سہولت اور استطاعت پر مبنی ہے، اس سلسلہ میں قرآن کے متعدد بیانات ہیں فرمایا:

لا یکلف اللہ نفسا الا وسعھا (البقرہ ۲ : ۲۸۶) وما جعل علیکم فی الدین من حرج (الحج ۲۲: ۷۸) یرید اللہ ان یخفف عنکم وخلق الانسان ضعیفا (النساء ٤: ۲۸ خاص روزہ کی بابت فرمایا یرید بکم الیسر (۱۱) ولا یرید بکم العسر (البقرہ ۲: ۱۸۵)

حج کے سلسلہ میں فرمایا:

وللہ علی الناس حج البیت من استطاع إلیہ سبیلا (آل عمران ۳: ۹۷) (۱۲)

اسطرح نہ صرف یہ کہ خود عبادات سہل العمل ہیں بلکہ اس کے وسائل اور متعلقات بھی سہل الحصول ہیں۔ اللہ کی ہر عبادت ہر عہد اور ہر علاقہ کے لئے قابل عمل ہے اور اسکی شرائط ہر مکلف کے لئے میسر اور مہیا ہیں۔

اگر اللہ تعالیٰ نمازوں کے باب میں شمس آثار کے بجائے حساب اور گھڑی اور کیلنڈر کو میقات قرار دیتا اور روزہ و حج و زکوٰۃ کے لئے فلکیاتی کیلنڈر کو میقات بنا دیتا تو یہ شریعت کے مزاج یسر کے خلاف ہوتا۔ حساب کتاب، گھڑی اور کیلنڈر خصوصی ماہرین کی محتاجی اور اخراجات کی گرانباری کا اضافہ ہو جاتا۔ فالحمد للہ علی ذالک۔

(ج) فطریت اور سادگی شریعت کی روح ہے اللہ کی شریعت مقصد و وسیلہ دونوں اعتبار سے فطرت پر مبنی ہے۔ فطرة الله التی فطرالناس علیها (الروم ۳۰:۳۰)[۱۳] اس لئے اس نے عبادات کے لئے قدرتی اور سادہ طریقہ کار تجویز کیا ہے۔ اگر نماز کے لئے دن کے مختلف و متنوع قدرتی پہروں کی تقسیم کی بجائے کم وبیش پانچ پانچ گھنٹے کی گھڑی کی مصنوعی حسابی تقسیم کی جاتی اور روزہ کے لئے دن کے بارہ بارہ گھنٹے کی تقسیم ہوتی تو اس میں فطریت اور سادگی نہ ہوتی بلکہ مشینیت اور مصنوعیت ہوتی۔ اسی طرح مہینوں میں سال کی تقسیم اگر آسمان کے قدرتی آثار و مظاہر کے بجائے حساب پر رکھی جاتی تو یہ خالص حسابی تقسیم ہوتی جیسا کہ شمسی کیلنڈر ہے۔

(د) تنوع انسانی فطرت کی طلب ہے نمازیں دن کے ہر پہر میں فرض کی گئیں جس سے عبادت گزار انسان ہر طرح کی کیفیت واحوال سے گذرتا اور محظوظ ہوتا ہے۔ سالانہ عبادتیں قمری مہینوں سے وابستہ کی گئیں جو ایک خاص حساب کیساتھ ہر شمسی موسم میں گشت کرتے رہتے ہیں۔ اسطرح یہ عبادات ہر موسم کی مخصوص کیفیات واثرات کے ساتھ ادا ہوتی رہتی ہیں۔ انسان کی فطرت میکانکی یکسانیت سے گریز کرتی ہے کیونکہ یہ اسکے لئے اکتاہٹ کا سبب بنتی ہے جبکہ تنوع تازگی کا سبب بنتا ہے اگر سالانہ عبادتوں کیلئے قمری میقات نہ اپنایا جاتا تو ہر عبادت ہمیشہ ایک ہی موسم میں واقع ہوتی اور موسم کا تنوع نہ پیدا ہوتا۔

(ہ) عباداتی کوائف میں عالمی مساوات قمری میقات کے نتیجہ میں تمام مسلمانانِ عالم کو عبادت کی ادائیگی کیوقت موسمی کیفیات میں یکساں طور پر باری باری شریک ہونے کا موقع ملتا ہے۔ عالم انسانیت کا کوئی گروہ اور خطہ ارض کا کوئی علاقہ اپنی عبادات کے معاملہ میں کسی موسم سے محروم نہیں رہتا۔ بصورت دیگر ہر جگہ کے لوگ ہمیشہ کسی ایک ہی مخصوص موسم میں عبادت کے پابند ہوتے اور اسکی بنا پر دیگر مسلمانوں کے ساتھ دوسرے موسم میں عبادات کے احساسات میں شریک نہ ہوپاتے۔ ایک آفاقی اور عالمگیر مذہب کے وصف عالمگیریت کے یہ سراسر خلاف تھا۔ چنانچہ اس نے اپنی عبادات میں بھی انسانی برادری کے درمیان مساوات وعدل کو قائم رکھا۔

خلاصہ یہ کہ اسلام دین فطرت، دین یسر، دین تنوع واعتدال اور دینی عدل ومساوات ہے اور سب سے بڑی بات یہ کہ خالق تکوین کا بنایا ہوا دین ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام کا نظام توقیت برائے عبادات بیک وقت ان ساری خوبیوں کا جامع ہے۔ اس تمہیدی گفتگو کے بعد آیئے اب سوالنامہ کے ایک ایک سوال کا جواب تلاش کرتے ہیں۔

محور اول --س ۱: رؤیت کے سلسلہ میں مطالع ہلال کا اختلاف شرعاً معتبر ہوگا یا نہیں؟

اس سوال کا مختصر جواب یہ ہے کہ رؤیت کے احکام میں اختلاف مطالع کا یقینی طور پر لحاظ کیا جائیگا۔ عدم اعتبار کیلئے شریعت میں کوئی بنیاد نہیں بلکہ عدم اعتبار کی یہ رائے محض ایک خطاء فاحش ہے۔

یہ ایک تسلیم شدہ طبعی حقیقت ہے کہ پورے روئے زمین پر ہر جگہ ایک ہی دن رؤیت ہلال ممکن نہیں۔ بلکہ اول ماہ میں کسی معین دن کرۂ ارض کے صرف نصف یا اس سے کم حصہ ہی میں ہلال قابل رؤیت ہو سکتا ہے کیونکہ ایک دن جس نصف الارض پر ہلال طلوع ہوگا اس روز دوسرے نصف پر عدم رؤیت یقینی ہوگی۔ غرض پوری دینا میں لازمی طور پر دو مطالع ہلال اور دو ایام رؤیت واقع ہونگے۔ البتہ یہ ممکن ہے کہ ابر و غبار وغیرہ کے عارضی واقع کی بناء پر رؤیت والے دن کسی جگہ عملاً رؤیت نہ ہو پائے۔

اب سوال یہ ہے کہ مطلع غیر (مطلع اول) کی رؤیت (مطلع ثانی کے لیے) ایک دن پیشگی موجب صوم ہے یا نہیں؟ اس سوال کا صحیح جواب پانے کیلئے ضروری ہے کہ قرآن میں روزہ سے متعلق وارد آیات اور رؤیت کی بابت احادیث کا ایک تجزیاتی اور تحقیقی مطالعہ کیا جائے اور دیکھا جائے کہ ان نصوص کا منطوق و مفہوم کیا ہے۔

تین بنیادی آیتیں: تجزیہ اور تشریح مسئلہ زیر بحث میں بنیادی آیتیں حسب ذیل ہیں:

۱۔ یاایھا الذین امنوا کتب علیکم الصیام (تم پر روزے فرض کے گئے) کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون (البقرہ ۲: ۱۸۳)

۲۔(ا) ایا ما معدودات (گنتی کے چند دن)

(ب) فمن کان منکم مریضا أوعلی سفر فعدۃ من ایام أخر -- وعلی الذین یطیقونہ فدیۃ طعام مسکین ، فمن تطوع خیرا فھو خیرلہ، وان تصوموا خیرلکم ان کنتم تعلمون (۱۸٤)

۳۔(ا) (شہر رمضان) الذی انزل فیہ القرآن ھدی للناس و بینات من الھدیٰ والفرقان (رمضان کے مہینہ میں)

(ب) (فمن شھد منکم الشھر فلیصمہ) (تو تم میں سے جو لوگ شھود شہر کریں وہ اس مہینے کا روزہ رکھیں)

(ج) ومن کان مریضا أوعلی سفر فعدۃ من ایام أخر،

(د) (یرید اللہ بکم الیسر ولا یریدبکم العسر) ولتکملوا العدۃ ولتکبروا اللہ علی ماھداکم ولعلکم تشکرون (۱۸۵) (اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ سہولت چاہتا ہے وہ تمہارے لئے صعوبت نہیں چاہتا)

مذکورہ آیات کی مختصر تشریح یہ ہے کہ:

☆ آیت ۱۸۳ (کتب علیکم الصیام) تمام اہل ایمان پر عمومی اور دائمی طور پر فرضیت صیام کا اعلان کرتی ہے

یہ آیت محکم اور نا قابل نسخ ہے۔ فرضیت صیام کی اصل نص یہی ہے۔
آیت ۱۸۴ کی جگہ بعد میں آیت ۱۸۵ لائی گئی ہے ان آیات کی شق الف۔ ایاما معدودات اور شهر رمضان نیز شق ب۔ فمن کان منکم الخ اور شق ج۔ ومن کان منکم الخ باہم ایک دوسرے کے متوازی ہیں۔
آیت ۱۸۵ شق الف (شهر رمضان الذی الخ) کا مقصد روزہ کیلئے ماہ رمضان کو مخصوص کرنے کی حکمت کا بیان ہے (۱۴) اور 'ایاما معدودات' کے اجمال کی تفسیر بھی ہے۔
آیت ۱۸۵ شق ب (فمن شهد منکم الشهر فلیصمه) میں شہود رمضان کو بنائے حکم قرار دینے کا بیان ہے۔ دراصل یہی شق زیر بحث موضوع سے براہ راست متعلق ہے۔
آیت ۱۸۵ شق ج (ومن کان مریضا الخ) اپنے متوازی شق ب آیت ۱۸۴ کا منکم کے حذف کیساتھ اعادہ ہے (۱۵) اور فی الحقیقت یہی شق اس آیت کو سابق آیت کی طرف راجع اور اس سے مربوط کرتی ہے۔ (۱۶) اس شق کے اعادہ کا اصل مقصد مریض و مسافر کی دو اختیاری رخصتوں یعنی 'عدة من ایام اخر' اور 'فدیة طعام مسکین' میں سے فدیہ کی رخصت کو منسوخ کرنا ہے (۱۷) اور اسی سے ضمنی طور پر یہ بھی معلوم ہو جاتا ہے (۱۸) کہ باوجود اسکے کہ مریض و مسافر کو شہود شہر حاصل ہوا نکے لئے 'فعدة من ایام اخر' کی سابق رخصت اب بھی موجود ہے۔
آیت ۱۸۵ شق د (یرید الله بکم الیسر الخ) میں ایک اہم بات یہ بیان ہوئی ہے کہ عام تشریع کی طرح باب صیام کے احکام میں اللہ تعالیٰ کو اس امت کے ساتھ خصوصی طور پر یسر پیش نظر ہے عسر ہرگز نہیں۔

آیۃ الشہود کی جامع تشریح مذکورہ تشریح کے مطابق آیت شہود فمن شهد منکم الشهر فلیصمه (تم میں سے جو لوگ شہود کریں وہ روزہ رکھیں) مسئلہ زیر بحث میں قرآن کا ایک اہم بیان ہے اور احادیث رؤیت تمام تر اسی آیت کی فقہی تفسیر اور عملی تشریح ہیں۔ لہذا پہلے اسی آیت کا معنی و مراد متعین کرنا ضروری ہے۔
آیت شہود کی لغوی تحقیق: لفظ شہود کا اصل مشاہدہ و معائنہ ہے اسی سے شہادۃ ہے جو غیب کی ضد ہے شہود بمعنی حضور اسی معنی اصل کی توسیع ہے۔ اس لئے حضور و ادراک کا مفہوم مشاہدہ و معائنہ میں خود بخود شامل ہے۔
شہود کا معنی۔ فعل شہود اگر مفعول کی طرف متعدی ہو تو مفعول کی نوعیت کے اعتبار سے لغت میں اسکے دو معنی آئے ہیں۔

(۱) اگر اسکا مفعول 'مکان' ہو تو معنی ہوتا ہے 'حاضر ہونا' جیسے شهد المجلس ای حضرة[۱۸] اور کبھی اسکا مرادی معنی 'پانا' ہوتا ہے۔ جیسے شهد الجمعة ای ادرکها[۲۰] لیکن مرادی معنی کی صحت کیلئے ضروری ہے کہ پہلے فعل اپنے لغوی معنی میں صحیح ہو جیسا کہ اس مثال میں ہے۔

(۲) اگر شھود کا مفعول کوئی شے یا کوئی واقعہ ہو تو معنی ہوتا ہے: مشاہدہ کرنا جیسے شهد الشئی او الحادث ای عاينه۔[۲۱]

شهد الشهر بمعنی حضر الشهر یعنی مہینے کو حاضر ہونا درست نہیں

بعض مفسرین نے[۲۲] شهد الشهر کا معنی حضر الشهر یعنی ادرک الشهر (الشهر بمعنی مفعول) لیا ہے لیکن یہ معنی موزوں نہیں ہے کیونکہ کسی زمانہ کے ساتھ فعل حضر کا عام استعمال حضر الوقت، حضر الشهر (الشهر بمعنی فاعل) ہے۔ یا پھر وقت کے ساتھ اسکا صحیح استعمال بمعنی ظرف حرف الجر ''فی'' کے ساتھ ہے یعنی حضر فی شهر رمضان۔ حضر کا مفعول کسی صورت میں زمانہ نہیں آتا۔ آیات صیام کا نظم کلام بھی اس کی تائید کرتا ہے، کیونکہ یہ معنی کتب علیکم الصیام، ایاما معدودات أی شهر رمضان کے ذریعہ پہلے ہی ادا ہو چکا ہے۔ اسکے لئے الگ سے ایک مستقل فقرہ لانے کی کوئی ضرورت نہیں تھی۔

شهد الشهر بمعنی حضر المصر فی الشهر یعنی مہینے میں مقیم ہونا درست نہیں:

بعض مفسرین نے شهد الشهر کا معنی حضر المصر فی الشهر لیا ہے۔ شهد سے مراد حضر المصر یعنی مقیم ہونا انکے نزدیک اس قرینہ کی بنیاد پر ہے کہ اگلی آیت میں مسافر کا بیان ہے جسکا مقابل مقیم ہوتا ہے نیز سفر کی ضد حضر ہے اور کبھی بعض قرائن کی بنیاد پر 'شاهد' کا مطلب 'مقیم' بھی ہوتا ہے۔

اس معنی کو اختیار کرنے کی اصل وجہ غالباً یہ ہوئی کہ معنی اصلی یعنی عاین الشهر لینے کی صورت میں منکم کے دون[۲۳] بعض مصداق ان کے نزدیک معین نہیں ہو سکا۔ صاحب لسان العرب کا خیال بھی یہی ہے

قوله عزوجل: فمن شهد منکم الشهر فليصمه، معناه من شهد منکم المصر فی الشهر، لا يکون الا ذالك لان الشهر يشهده کل حی فيه ...... المعنی: فمن شهد منکم فی الشهر ای کان حاضر اغير غائب فی سفره[۲۴]

صاحب لسان کے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فرمان ''تم میں سے جو اس مہینہ کا شھود کرے معنی تم میں سے جو مہینہ میں اقامت کرے، ہی ہو سکتا ہے کیونکہ اگر شھود کے معنی مشاہدہ کرنا لیں یعنی تم میں سے جو اس مہینہ کا مشاہدہ کرے تو نہ مشاہدہ کرنے والے کا کوئی مصداق ہی نہیں رہتا کیونکہ مشاہدہ تو مہینہ کا ہر

زندہ شخص کرے گا۔اسی لیے انکے نزدیک آیت کا مطلب ہے :فمن شہد منکم فی الشھر یعنی جو تم میں سے حاضر ہو، حضر میں ہو، اپنے سفر میں غائب نہ ہو۔ لیکن یہ معنی پہلے معنی سے بھی کئی درجہ بڑھکر کمزور ہے یہ نرا تکلف بھی ہے اور خلافِ لغت بھی۔ کیونکہ اس معنی کی رو سے اولاً الشھر کو فی الشھر ماننا پڑتا ہے۔ جو اگرچہ نحوی اعتبار سے صحیح ہے مگر پھر اسکے بعد خارج سے ایک لفظ 'المصر' کو محذوف بنانا پڑتا ہے جو حقیقتاً لفظ شھد کا مقتضی نہیں ہے بلکہ پہلے سے ذھن میں قائم کیئے ہوئے معنی کی مناسبت سے لایا گیا ہے۔اس طرح شھد بمعنی حضر پھر حضر بمعنی حضر المصر یعنی اقام فی البلد محض تکلف اور سراسر لغت واستعمال عرب کے خلاف ہے۔ یہ معنی فرض کرنے کے لئے فمن شھد منکم الشھر (بمعنی حضو المصر فی الشھر) کے فقرہ کو من کان مریضا او علی سفر کا متوازی تصور کیا گیا ہے۔(۲۵) حالانکہ دونوں فقرے ایک دوسرے کے بعینہ مقابل نہیں ہیں۔ دوسرا فقرہ ہے۔ومن کان مریضا او علی سفر (جو مریض یا مسافر ہو) اور پہلا فقرہ جو اسکے مقابل میں فرض کیا جارہا ہے وہ ہے :من حضر المصر (جو مقیم ہو) جبکہ اگر پہلا فقرہ واقعی مقابل و متوازی ہوتا تو اس طرح ہونا چاہیے تھا : من کان منکم صحیحا وشھد االشھر (جو ہم میں سے تندرست اور مقیم ہو) یعنی مریض کے مقابل میں صحیح اور مسافر کے متوازی مقیم۔ یہاں لفظ مریض زیادہ ہے اور وہی پہلے مذکور ہے اسکے جواب میں یہ کہنا کہ چونکہ اس آیت کے ذریعہ مریض ومسافر دونوں کیلئے فعدۃ من ایام اخر کی رخصت کو برقرار رکھنا تھا۔ اسلئے مسافر کیساتھ تبعاً مریض کا ذکر بھی کر دیا گیا محض بات بنانا ہے۔ پھر سوال یہ ہے کہ فمن شھد بمعنی مقیم ہونا، میں صحیح تندرست ہونے کا مفہوم کہاں سے داخل ہو گیا۔ مریض کے مقابل میں یہ مفہوم نہیں پیدا کر سکتے کیونکہ وہ خود زائد ہے اور اسکے مقابلہ میں پہلے فقرہ میں کوئی لفظ موجود نہیں ہے۔ یہ ایک عجیب صورتحال ہے :

دوم یہ کہ صحت اور اقامت انسان کی اصل اور مستقل حالت ہے کسی حکم میں اسکا ذکر کرنے کی کوئی حاجت نہیں ہوتی یہ خود ہی مفہوم ہوتا ہے۔ اسکے برعکس مرض اور سفر کی حالت انسان پر عارض اور طاری ہوتی ہے۔ اسلئے اگر اسکی بنا پر حکم میں رخصت یا استثناء مطلوب ہو تو اس کے ذکر کی ضرورت ہوتی ہے۔ یہ بات اتنی واضح تھی کہ اس سے پہلے کی آیت صیام میں بھی صحیح اور مقیم کا ذکر نہیں کیا گیا۔ صرف کتب علیکم الصیام اور اسکے بعد ومن کان منکم مریضا اوعلی سفر فرمایا گیا۔ یہی اندازبیان نماز کے باب میں بھی ہے۔ مسافر کیلئے قصر کی رخصت دینی تھی تو مسافر کا ذکر ہوا مقیم کا ذکر الگ سے نہیں کیا گیا۔

شھدالشھر بمعنی عاین الشھر

مذکورہ بالابحث کا خلاصہ یہ ہے کہ شھد الشھر بمعنی حضر الشھر نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اولاً حضر کا مفعول زمانہ نہیں آتا۔ چنانچہ آیت زیر بحث میں الشھر زمانہ ہونے کی بنا پر بمعنی حضر شھر کا مفعول نہیں

بن سکتا۔ ثانیاً حضر کا مفعول اگر آنا ہے تو اسکا مکان یا شبہ مکان ہونا ضروری ہے جو کہ بمعنی حضر شھد کے ساتھ یہاں مذکور نہیں ہے۔ اس لیے اب ایک ہی معنی باقی رہ جاتا ہے یعنی عاین الشھر۔ لیکن چونکہ شھر کا براہ راست 'معائنہ' نہیں ہو سکتا اس لئے اس معنی کی صحت کے لئے لفظ شھر کو اسکے مجازی معنی ہلال پر محمول کریں (۲۶) جیساکہ حدیث میں وارد ہے: فان غمی علیکم الشھر أی الھلال یا 'شھود' (۲۷) اور 'شھر' کی مناسب سے کوئی موزوں لفظ محذوف مانیں (۲۸) جو کہ 'ہلال' ہی ہو سکتا ہے یعنی شھر ھلال الشھر کیونکہ شھر ہلال ہی کے مشاہدہ سے ثابت ہوتا ہے۔ اور ہلال شھر ہی کا ہوتا ہے۔ اسطرح 'ہلال' 'شھر' کا ہم معنی بھی ہے اور اسے ہی محذوف ماننا ثبوت شھر کے معاملہ میں شرعی مقتضی بھی (۲۹)۔ کیونکہ شھود شھر کا معنی کچھ بھی نہیں۔ اسکے شرعی مقصود کے حصول کے لئے ثبوت ہلال بہر حال ضروری ہے یعنی شھدالشھر بثبوتِ الھلال۔

جب شھر ہلال کا ہم معنی ہے تو شھود معاینہ کے ہم معنی ہوا۔ کیونکہ شھود شھر بذریعہ ثبوت ہلال ہے اور ثبوت ھلال بذریعہ معاینہ ہلال ہے۔ ثبوت ہلال بذریعہ معاینہ اس لئے کہ لغت کی رو سے بھی ھلال کہتے ہی اس چاند کو ہیں جو پہلی تاریخ کو قابل معاینہ ہو۔ ھلال کے معنی لغت میں ظاہر ہونے کے ہیں: ھل و استھل الھلال: ای ظھر وتبین (۳۰)

آیۃ الاھلۃ کے مطابق میقات شھر ہلال ہے جس کا خاصہ رویت ہے اور شھود کا ایک معنی معاینہ یعنی رؤیت ہے۔ لہذا الفاظ کے اس پس منظر کیساتھ جب قرآن نے شھود اور شھر کو ایک ترکیب میں یکجا کیا تو لفظ شھود نے اپنے ایک معنی معاینہ کے ذریعہ یہاں شھر کی مراد متعین کرنے میں مدد کی اور اس مراد (ھلال) نے شھود کا معنی 'معاینہ' سمجھنے کی تاکید کی۔ پس گویا ھلال شھر کو دیکھنا ہوا۔ اس طرح معنی کی تعین میں جو ترتیب ملحوظ ہے اسکا ماحصل یہ ہے۔ شھد الشھر ای عاین ھلال الشھر بمعنی رائی ھلال الشھر۔

آیت کے عبارۃ النص کی تعیین

یہیں سے سوال ہو جاتا ہے کہ قرآن کیوں محض شھر رمضان کے ذکر پر اکتفا نہیں کرتا اور شھر رمضان (ظرف صوم) کو موجب صوم قرار دینے کے بجائے شھود شھر کو قرار دیتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ قرآن کا اس ذکر سے مقصود ذریعہ تعیین ظرف (تعیین شھر کے طریقہ) کی طرف خصوصی توجہ دلانا ہے۔ ورنہ اگر صرف روزہ کے ظرف و معیار کی اطلاع دینا مقصود ہوتا محض شھر رمضان کا ذکر کر دینا کافی تھا۔ لفظ شھود کے اضافہ کی کوئی ضرورت نہیں تھی۔ گویا آیات صیام کے درمیان قرآن اس فقرے شھود شھر کا اضافہ کر کے ثبوت رمضان کے اس ذریعہ کی نشاندھی کرتا ہے جسکا ذریعہ اور پیمانہ شھود یعنی مشاہدہ ہو۔ یہی وجہ ہے کہ احادیث شھود کا معنی رؤیت (مصدر) اور شھود کا حقیقی مصداق رؤیت (ذریعہ) ہی کو معین کرتی ہیں کیونکہ "ثبوت رمضان بواسطہ

ھلال" کی ممکن صورتوں میں سے تنہا رؤیت کے ذریعہ ہی میں شہود یعنی مشاہدہ و معاینہ کا مفہوم متحقق ہو سکتا ہے۔ اور یہی بتانا اس آیت الشہود کا منطوق ہے۔

یہیں سے یہ اشکال بھی رفع ہو جاتی ہے کہ حج و قربانی کے بر عکس صرف روزہ کے معاملہ میں شہر کے بجائے شہود شہر کو بنائے حکم کیوں قرار دیا گیا۔ دراصل اسکی حکمت یہ ہے کہ تنگی وقت کے سبب روزہ کے لئے ثبوت رمضان و شوال کے فیصلہ کی جو عجلت ہوتی ہے اور اسکی وجہ سے امت میں جو افتراق و انتشار کا اندیشہ ہوتا ہے اسکا تدارک کیلئے 'شہود' کی شرط لگائی تاکہ اختلاف و نزاع نہ ہو۔ لیکن اسکے یہ معنی نہیں ہیں کہ حج وغیرہ میں شہود شہر بنائے حکم نہیں ہے یا مشروع نہیں ہے۔ بات صرف اتنی ہے کہ یہ شہود روزہ میں بنسبت اور مہینوں کے زیادہ ضروری ہے۔

ایک مزید پہلو یہ ہے کہ یہاں الشھر سے مراد اول الشھر ہے کیونکہ ھلال جو کہ میقات شہر ہے اسکا تعلق اول ماہ سے ہی ہے۔ چنانچہ اول الشھر ۳۰ تاریخ کی شام بھی ہو سکتی ہے اور ۲۹ کی شام بھی۔ لیکن چونکہ ۳۰ کو ثبوت ھلال طبعاً یقینی ہوتا ہے۔ اسلئے شہود شہر بھی ۳۰ کو یقینی ہے۔ اسی لئے اس دن رؤیت ضروری نہیں۔ البتہ چونکہ ۲۹ کو ثبوت ھلال یقینی نہیں بلکہ ممکن الوقوع ہے اسلئے ۲۹ کو شہود شہر کیلئے رؤیت ضروری ہے اسطرح رؤیت کا حکم ۲۹ تاریخ کیلئے خصوصی طور پر ہوگا۔ آیت میں رؤیت کے بجائے شہود کی تعبیر اختیار کی گئی جو کہ زیادہ جامع وسیع اور عام ہے۔

آیت کا مفہوم الشرط

فمن شهد منكم الشهر کا فقرہ چونکہ جملہ شرطیہ ہے اسلئے اسکا مفہوم الشرط یہ ہے کہ جب شہود شہر موجب صوم ہے تو عدم شہود مانع صوم ہے۔ مفہوم الشرط کو جو بات یہاں معتبر بناتی ہے وہ قرآن کا انداز بیان ہے۔ کسی شرط کو بیان کرنے کے تین طریقے ہو سکتے ہیں۔

(۱) خالص شرطیہ جیسے ان شهر ثم الشهر فصوموه یہ طرز بیان یہ ظاہر کرتا ہے کہ شہود ہو بھی سکتا اور سرے سے نہیں بھی ہو سکتا۔ ظاہر ہے کہ یہ طرز ادا مفید مطلب نہیں ہو سکتا تھا کیونکہ شہود کو سبب حکم قرار ہی اس بناپر دیا گیا ہے وہ سب کو یقینی طور پر حاصل ہوگا۔

(۲) ظرفیہ شرطیہ جیسے اذا شهدتم الشهر فصوموه یہ انداز بیان وقت شہود کی صرف ظرف وسیع حکم کے طور پر پیش کرتا ہے۔

(۳) موصولہ شرطیہ جیسے من شھد الشھر فلیصمہ یہ اسلوب بیان بتاتا ہے کہ شہود سب کو یکبارگی حاصل نہیں ہوگا بلکہ لوگوں کے درمیان شہود مختلف الوقت ہوگا۔ اس فقرہ میں منکم کا اضافہ اس معنی کو مزید مؤکد کرتا ہے۔

کیونکہ منکم یعنی بعضکم دون بعض میں دون بعض کا مصداق عدم شہود بمعنی اختلاف شہود ہی ہو سکتا ہے جو کہ بربنائے اختلاف مطالع ہلال واقع ہونا لازم ہے اس طرز تعبیر میں ظرفیت وسببیت کا مفہوم بھی خود بخود موجود اور شرطیت کا بھی۔

اس نکتہ کی مزید تشریح یہ ہے کہ یہاں صرف من شهر نہیں ہے بلکہ من شهر منكم ہے۔ منکم یعنی بعضکم دون بعض کا مطلب یہ ہے کہ اول رمضان میں تم میں سے کچھ شہود کرینگے اور کچھ شہود سے باقی رہ جائیں گے یہاں باقی کچھ (دون بعض) کے حق میں بالکلیہ عدم شہود فرض نہیں کیا جا سکتا۔ کیونکہ شہود شہر پر حکم صیام کی بناء رکھی ہی اس وجہ سے گئی ہے کہ شہود شہر تمام مکلفین کو حاصل ہوگا۔ اس لئے لازما یہاں یہی معنی ہونگے۔ کہ وہ باقی کچھ (دون بعض) اس دن تو شہود نہیں کریں گے البتہ دوسرے دن ضرور کریں گے۔ جیسا کہ طبیعاتی حقیقت ہے۔ یہاں قرآن نے ایک سادہ اسلوب فاذا شهر ثم الشهر فصوموا کو چھوڑ کر فمن شهر منكم الشهر فليصمه کے ذریعہ فی الحقیقت اسی اختلاف شہود شہر یعنی اختلاف مطالع ہلال کی طرف اشارہ کیا ہے۔

آیۃ الشہود کا مفہوم الوصف

آیت کا ایک مفہوم الوصف بھی ہے اس لئے یہ جملہ موصولہ وصف کے حکم میں ہوتا ہے جیسے من شهد الشهر بمعنى الذى شهد الشهر بحكم شاهد الشهر ہے۔ مفہوم یہ ہے کہ جب شاہدین شہر کے لئے روزہ واجب الاداء ہے تو غیر شاہدین شہر کے لئے ممنوع الاداء ہوگا، یعنی جس طرح شہود موجب صوم ہے اسی طرح غیر شہود مانع صوم ہے پس ثبوت رمضان کا جو ذریعہ شہود کا مصداق نہ ہو اور جسکے واسطہ سے آدمی شاہد شہر نہ بن سکے وہ غیر شہود کا ہم معنی ہوگا۔ اور معتبر نہ ہوگا۔ یہاں اس مفہوم مخالف کو جو چیز معتبر بناتی ہے وہ یہ قاعدہ ہے کہ جب کوئی حکم کسی ایسے وصف سے متعلق کیا جائے۔ جو حکم کیلئے شرط لازم (جیسے سبب) کا درجہ رکھتا ہو تو لازمی طور پر عدم وصف نفی اداء حکم کو مستلزم ہوتا ہے۔ (۳۱) یہاں وصف شہود کی حیثیت علماء کے نزدیک یہی ہے سبب کی۔ (۳۲) اسطرح آیت الشہود کے تینوں مطالب یعنی عبارۃ النص مفہوم الشرط اور مفہوم الوصف میں رؤیت بالترتیب شہود کا بدل قرار پاتا ہے یعنی موجب صوم رؤیت مانع صوم ہے نیز غیر رؤیت موجب صوم نہیں ہے۔ نیز جیسا کہ آگے واضح ہوگا احادیث رؤیت کا اصل زور آیت کے اسی مفہوم الوصف پر ہے یعنی یہ کہ غیر شہود موجب صوم نہیں ہے۔ شہود شہر کا ذریعہ صرف رؤیت کا طریقہ ہے حساب وغیرہ نہیں۔

پانچ جامع احادیث رؤیت۔

آیات صیام کی اس تشریح کی روشنی میں باب رؤیت کی چند جامع اور بنیادی احادیث و آثار کا تجزیہ حسب ذیل ہے

(۱) عن عبدالرحمان بن زيد بن الخطاب ،ان رسول الله ﷺ قال صوموالرؤيته

وافطروالروٴیته وانسکوا لها(۳۳)، فإن غم علیکم فأکملوا ثلاثین ، وان شهد شاهدان فصوموا و أفطروا (نسائی صیام ا/ ۳۰۱) یعنی روزہ و عید نیز قربانی چاند دیکھ کر ہی کرو اگر ابر و غبار ہو تو ۳۰ مکمل کرو۔ لیکن اگر دو آدمی رؤیت کی شہادت دیں تو انہی کے مطابق روزہ و عید کرو۔

(۲) عن عبدالله بن عمر بن الخطاب ، قال رسول الله ﷺ ان الله جعل الاهلة مواقیت ، فإذا رایتموه فصوموا واذا رأتیموه فافطروا، فإن غم علیکم فاقد رواله، أتموه ثلاثین (حاکم، بیہقی)احمد ۴۔ ۲۳) یعنی اللہ تعالیٰ نے هلال کو میقات قرار دیا ہے لہذا اسے دیکھ کر ہی روزہ شروع کرو اور اسے دیکھ کر ہی ختم کرو۔ اگر مطلع ناصاف ہو تو اس کا اندازہ کر کے تیس پورا کرلو۔

(۳) عن ابن عمرؓ قال النبی ﷺ : إنا أمة امیة ، لانکتب ولا نحسب ، الشهر هکذا و هکذا و هکذا۔ وعقد الابهام فی الثالثه۔ ثم قال : الشهر هکذا وهکذا وهکذا۔ یعنی تمام الثلاثین، یعنی مرة تعسا و عشرین و مرة ثلاثین (بخاری (صوم) ا/ ۲۵۶، مسلم (صیام) ا/ ۳۴۷، ابوداؤد (صوم)، نسائی صیام ۱۷، احمد ۲/ ۴۳، ۵۳) یعنی ہم ایک ان پڑھ قوم ہیں، حساب کتاب نہیں کرتے ہیں سادہ طریقہ یہ سمجھ کر مہینہ کبھی ۲۹ اور کبھی ۳۰ کا ہوتا ہے۔

(۴) عن ابی هریرةؓ، قال رسول الله ﷺ الشهر یکون تسعة وعشرون ویکون ثلاثین، فاذا رأیتموه فصوموا واذا رأتیموه فأفطروا، فان غم علیکم فاکملوا العدة (نسائی صیام ۱۷۔ ابو داؤد صوم ۴، ۷) یعنی مہینہ بھی ۲۹ اور کبھی ۳۰ کا ہوتا ہے(۳۴)۔ لہذا چاند دیکھ کر روزہ شروع کرو اور چاند دیکھ کر ختم کرو۔ اگر مطلع آلودہ ہو تو تعداد پوری کرلو۔

(۵) عن کریب ان ام الفضل بنت الحارث بعثة إلی معاویة بالشام ، قال مقدمت الشام ، فقضیت حاجتها واستهل علی هلال رمضان وانا بالشام ، فرأینا الهلال لیلة الجمعة ، ثم قدمت المدینه فی آخر الشهر فسألنی عبدالله بن عباس ، ثم ذکر الهلال فقال : متی رأیتم؟ فقلت : رأیناه لیلة الجمعة ۔ فقال : انت رائیة؟ فقلت: نعم ورآه الناس وصاموا وصام معاویة ، فقال :لکنا رأینا ه لیلة السبت فلا نزال نصوم حتی نکمل ثلاثین أو نراه فقلت ألا تکتفی بروٴیة معاویه وصیامه ؟ فقال لا هکذا أمرنا رسول الله ﷺ (مسلم صیام ۲۸۔ ابو داؤد صوم ۹۔ ترمذی صوم ۹۔ نسائی صیام ۷۔ احمد ا/ ۳۰۶)

ترجمہ : حضرت کریب کا بیان ہے کہ ام الفضل بنت حارث نے انہیں حضرت معاویہؓ کے پاس اپنے کسی کام سے شام بھیجا۔ وہ کہتے ہیں میں شام پہنچا اور انکا کام پورا کیا میں شام ہی میں تھا کہ رمضان کا چاند نکل آیا۔ ہم نے جمعہ کی

شب میں دیکھا۔ پھر مہینہ کے اخیر میں مدینہ واپس آگیا۔ تو عبداللہ بن عباس نے خیر خیریت کے بعد چاند کے بارے میں پوچھا کہ تم لوگوں نے کب دیکھا تھا۔ میں نے کہا ہم نے جمعہ کی رات کو دیکھا اور لوگوں نے بھی روزہ رکھا اور معاویہ نے بھی۔ یہ سن کر انہوں نے کہا کہ ہم نے تو ہفتہ کی رات کو چاند دیکھا ہے اور ہم لوگ روزہ رکھتے رہیں گے یہاں تک کہ تیس ہو جائیں یا چاند نظر آجائے۔ میں نے سوال کیا کہ کیا آپکے نزدیک معاویہ کی رؤیت اور انکا روزہ رکھنا کافی نہیں ہے۔ اس پر انہوں نے جواب دیا کہ نہیں، ہمیں رسول اللہ نے ایسا ہی حکم دیا ہے۔

(۱) پہلی حدیث۔ حدیث رؤیت۔ کا اصل مقصد یہ بتانا ہے کہ شھود شھر کا طریقہ اور اسکا ضابطہ کیا ہے اور یہ بات آیۃ الاھلۃ کی روشنی میں بتائی گئی ہے (۳۵) یعنی یہ کہ توقیت شہر کا ذریعہ ھلال ہے اور ثبوت ھلال کا وسیلہ صرف رؤیت ہے۔ اس طرح رؤیت ہلال ہی گویا (۳۶) شھود شھر ہے جو کہ علماء کے نزدیک حکم صوم کا سبب ہے اس حدیث میں رؤیت کے تینوں ضابطوں (۳۷) یعنی رؤیت شہادت اور اکمال عدہ کا بیان موجود ہے۔ یہاں یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ رؤیت کا یہ طریقہ و ضابطہ یکساں طور پر تمام عبادات یعنی روزہ و عید اور قربانی سب کے لئے مشروع ہے۔

(۲) دوسری حدیث۔ حدیث اھلہ۔ یہ بتاتی ہے کہ رؤیت کا حکم دراصل آیت اھلہ :یسلونك عن الا هلة ، قل هی مواقیت للناس والحج سے ماخوذ ہے اور حکم رؤیت کی غایت توقیت شہر ہے۔ اس آیت سے بیک وقت ۴ باتوں کی وضاحت ہوتی ہے۔

(۱) هی مواقیت : ھلال کی حیثیت میقات شہر کی ہے اور اسکی یہ حیثیت مطلق ہر مقام کے لئے ہے۔

(۲) الأهلة مواقیت (بصورت جمع) : یہ گویا الھلال میقات، الھلال میقات، الھلال میقات سال میں بارہ مرتبہ کا اختصار ہے جس سے نتیجہ نکلتا ہے کہ ہر ہلال (یعنی ۱۲ ہلال) بارہوں مہینے کیلئے ہونگے۔

(۳) للناس : یہ ہلال براہ راست تمام لوگوں کے لئے میقات ہے یعنی ھلال کا وصف میقائیت 'عامۃ الناس' کے اعتبار سے ہے۔ صرف کچھ مخصوص لوگوں کے لحاظ سے نہیں ہے۔

(۴) والحج (یعنی الھلال میقات للحج) : حج کا خصوصی ذکر بطور مثال ہے جس سے واضح ہوتا ہے کہ جس طرح حج کے لئے عالمی نوعیت کی عبادت ہونے کے باوجود۔ باجماع مسلمین مقام حج کا ہلال ہی میقات ہے اسی طرح ہر عبادت کے لئے 'مقام عبادت' ہی کا ہلال 'میقات شہر' ہے۔

ان چاروں نکات، نکات کا ماحصل یہ ہے کہ ھلال کو ہر مہینہ، تمام لوگوں کیلئے، حج کی طرح، میقات ہونا چاہیے۔

ہلال تمام لوگوں کے لئے حقیقی معنی میں میقات اسی وقت ہو سکتا ہے۔ جبکہ وہ متعلق لوگوں کا ہو جیسے حج میں مقام حج میں مقام حج کا ہلال میقات ہوتا ہے۔ چنانچہ جب مکہ مکرمہ میں حج کی ادائیگی کے لئے ہلال مکہ ہی

میقات ہو سکتا ہے تو قیاس کا تقاضا ہے کہ مکہ میں روزہ کے لئے بھی ہلال مکہ ہی میقات ہو اور یہی اصول ہر مقام عبادت کے لئے ہو۔ اس سے معلوم ہوا کہ مطلع غیر کا ہلال میقات شہر نہیں بن سکتا اور بلا غیر یعنی مطلع غیر کی رؤیت موجب عبادت نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ یہ بات ہلال کے صفت کے میقاتیت کیخلاف ہے۔ یہیں سے شروع میں اختلاف مطالع کا اعتبار بھی ثابت ہو جاتا ہے اس لئے کہ اختلاف ھلال کا اعتبار اختلاف مطالع کے اعتبار کو مستلزم ہے۔

(۳) تیسری حدیث۔ حدیث امیت۔ میں انا امة امية لا نكتب ولا نحسب کا ارشاد دراصل آیت یسر يريد الله بكم اليسر ولا يريد بكم العسر سے ماخوذ ہے جو کہ آیات صیام کے عین وسط میں خصوصی طور پر مذکور ہوئی ہے اور جو اس امت کے لئے قانون سازی کے بلب میں اسلام کا بنیادی تشریعی خراج ہے۔ یہ حدیث ہمیں باخبر کرتی ہے کہ رؤیت کو ثبوت ھلال کا واحد طریقہ قرار دینے کی حکمت یہ ہے کہ یہی طریقہ سب سے زیادہ سہل اور سادہ ہے چنانچہ احادیث رؤیت کا تمام تر زور اسی واحد طریقہ کے اثبات پر ہے اور چونکہ یہی وہ دروازہ تھا جہاں سے دین میں عسر اور اصر کے در آنے کا اندیشہ تھا اس لئے یہ احادیث رؤیت کے سوا دیگر تمام ذرائع ثبوت ہلال کو یکسر مسترد کرتی ہیں۔ ربنا ولا تحمل علينا اصراً (البقرہ ۲ : ۲۸۶) حقیقت یہ ہے کہ تعین ماہ کے لئے طلوع قمر اور حساب کے بجائے رؤیت و واحد ذریعہ قرار دینا اور متعلقہ تمام ذیلی احکام۔ شہادت و اکمال عدہ وغیرہ سب کے سب اسی اصل شریعت یعنی یسر اور فطریت پر مبنی ہیں۔

(۴) چوتھی حدیث : حدیث تسعة و عشرين۔ طلوع ہلال سے متعلق ایک طبعی حقیقت کے حوالہ سے اس سوال پر روشنی ڈالتی ہے کہ رؤیت کے وجوب کے علت غائی کیا ہے اور اس وجوب کا تعلق عملاً کس تاریخ سے ہے۔ ہلالی میقات میں چونکہ ھلال ۲۹ سے پہلے کبھی طلوع نہیں ہوتا، کبھی کبھی ۲۹ کو طلوع ہوتا ہے اور ۲۹ کو طلوع نہ ہو تو ۳۰ کو لازماً طلوع ہو جاتا ہے۔ اسلئے ۲۹ کو یہ جاننا ضروری ہوا کہ ہلال طلوع ہوا یا نہیں۔ اسی لئے ۲۹ کو رؤیت واجب قرار پائی اور ۳۰ کو محض مشروع، کیونکہ ۳۰ کو اس کا طلوع ہونا طبعاً و عاد تاً یقینی ہوتا ہے۔

(۵) یہ پانچویں حدیث ایک اثرِ صحابی ہے۔ جس سے واضح ہوتا ہے کہ اہل مدینہ کے لئے شام جیسے دور دراز مقام کی رؤیت صوم و افطار کیلئے بنائے حکم نہیں ہو سکتی۔ یہ دراصل مذکورہ احادیث کی روشنی میں صحابی فقیہ حضرت ابن عباس کا فہم ہے جسکے حق میں انہوں نے کوئی متعین حدیث تو پیش نہیں فرمائی مگر اس فہم کی نسبت صراحتاً آپ ہی کی طرف کی ہے۔ ھکذا امرنا رسول اللہ ﷺ (رسول اللہ نے ہمیں ایسا ہی کرنے کا حکم دیا ہے) (۳۸) اور ھکذا کا اشارہ جیسا کہ خود انکے قول رائنا ليلة السبت ولا نزال نصوم حتى نكمل ثلاثين او نراه، سے واضح ہے کہ حدیث رؤیت ہے۔ یہ اثر اختلاف مطالع کے اعتبار کے حق میں صراحت اور عبادت کا

درجہ رکھتا ہے کیونکہ اس روایت کا شان ورود ہی یہ بتاتا ہے کہ ابن عباسؓ نے شام کی رؤیت کو مدینہ میں عمل کے لئے قبول نہیں کیا۔ گویا ان کے نزدیک شام کی رویت اہل شام کے لئے اور مدینہ کیلئے جس کی تقییط بعض فقہاء نے ان الفاظ میں کی ہے۔ لا هل كل بلد رؤيتهم یعنی لاهل مطلع رؤيتهم (۳۹) (ہر اھل مطالع کے لئے انکی اپنی رؤیت ہے)

خلاصہ بحث مطلع غیر کی رؤیت مندرجہ ذیل تین وجوہ سے موجب صوم نہیں بن سکتی۔

اول: آیت شھود کا مفہوم الشرط یعنی یہ کہ عدم شہود مانع صوم ہے۔ ظاہر ہے کہ شھود کا یہ عدم بالکلیہ نہیں ہے بلکہ اختلاف شھود کی شکل میں ہے یعنی مطلع اول میں مشھود مطلع ثانی کے لئے عدم شھود ہے۔ آیۃ الشھود میں منکم کے دون بعض کا مصداق یہی مطلع ثانی ہے جہاں مطلع اول والے دن شھود رؤیت و طلوع ھلال ممکن نہیں۔

دوم: آیۃ الاھلۃ کی رو سے: مطلع غیر کی رؤیت میقات للناس نہیں بن سکتی، کیونکہ وہ صرف مطلع اول کے ناس کے لئے میقات بنا۔ مطلع ثانی کے ناس کے لئے نہیں بنا۔ والحج یعنی ھلال کو حج کی طرح تمام عبادات میں میقات بننا چاہیے۔ یعنی مقام عبادت پر ہلال میقات بنے۔ مطلع اول کی رؤیت مطلع ثانی میں مقام عبادات کی رؤیت نہیں ہوئی۔

سوم: حدیث رؤیت کا اقتضاء النص یہ ہے کہ رؤیت سے مراد مقام عبادت ہی کی رؤیت ہو، ورنہ مطلع ثانی میں سبب صوم رویت نہیں رہ پائے گا جو کہ حدیث کے عبارۃ النص کے مطابق ضروری ہے اور یہ معنی صحابی فقیہ ابن عباس کے فہم و مذھب سے موید (supported) ہے۔ اس نکتہ سوم کی توضیح یہ ہے کہ ہر مطلع (دونوں مطالع) کی اپنی طبعی رؤیت ہے جو کہ ایک تکوینی حقیقت ہے اور شرع میں اسی طبعی رؤیت کو سبب صوم قرار دیا گیا ہے۔ لہٰذا ہر مطلع کے لئے اسکی اپنی طبعی رویت ہی سبب صوم ہے۔ اگر مطلع غیر کی روئیت قبول کر لیجائے تو مطلع ثانی میں رؤیت سبب صوم نہیں بن پاتی بلکہ دوسرے مطلع میں رؤیت کا وقوعہ سبب صوم بن جاتی ہے۔ اسی لئے رؤیت کو فی الواقع سبب صوم بنانے کیلئے ضروری ہے کہ مطلع غیر کی رؤیت قبول نہ کی جائے۔

عدم اعتبار کے حق میں استدلال

آیۃ الشھود اور آیۃ الاھلۃ کی روشنی میں حدیث رؤیت کی تشریح سے زیر بحث سوال کا قطعی جواب حاصل ہو جاتا ہے۔ وہ یہ کہ مطلع غیر کی رؤیت موجب صوم نہیں ہے اور رؤیت کے معاملہ میں مطالع طبعی اختلاف کا یقینی طور پر اعتبار ہوگا۔ لیکن بعض حضرات نے اسی حدیث رؤیت سے اسکے برعکس مفہوم اخذ کر لیا ہے۔ امام ابوبکر جصاص رازی کا استدلال یہ ہے: ان قوله : صوموالرئوية وافطروا لرئوية عام فی اهل سائر الافاق وانه غير مخصوص باهل بلد دون غير هم واذا كان كذالك فمن حيث

وجب اعتبا ر رؤیۃ اهل بلد فی الصوم والافطار وجب اعتبار غیر هم ایضا ۔(۴۰)

یعنی حضور کا یہ فرمان کہ چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور چاند دیکھ کر افطار کرو، تمام آفاق والوں کے لئے عام ہے ایسا نہیں ہے کہ ایک بلد کو چھوڑ کر دوسرے بلد کے ساتھ مخصوص ہو۔ پس جب صورتحال یہ ہے تو اس پہلو سے کہ جب روزہ افطار کے لئے ایک اہل بلد کی رؤیت اعتبار واجب ہے تو دوسرے اہل بلد کی رؤیت کا اعتبار بھی واجب ہوگا۔(۴۱)

صغری کبری اور نتیجہ امام صاحب نے اپنے استدلال کو بظاہر قیاس منطقی کی صورت میں ترتیب دیا ہے جو تین قضیوں پر مشتمل ہوتا ہے یعنی دو مقدمات اور ایک نتیجہ۔ مگر حقیقتاً یہ قیاس منطقی نہیں ہے بلکہ دو بیانات کو معطوف علیہ اور معطوف کی صورت میں جوڑا گیا ہے اور وہ بھی صحیح نہیں ہے۔

استدلال یہ ہے کہ : روزہ رکھنے کیلئے رؤیت کے حکم میں عموم ہے اور ایک بلد کی رؤیت کے اعتبار میں وجوب ہے، لہذا ایک بلد کی رؤیت کے اعتبار کے وجوب میں عموم ہے۔ آیئے اسے قیاس منطقی کے قاعدے پر جانچیں۔

(الف) سب سے پہلے نتیجہ کو لیں جو یہ ہے :

خبر	متبدا
بلد غیر کو عام ہے۔	ایک بلد کی رؤیت کے اعتبار کا وجوب

اس نتیجہ میں ایک بلد کی رؤیت کا وجوب اعتبار متبدا ہے لہذا یہ 'حد اصغر' ہے اور بلد غیر کو عام ہوگا، خب رہے لہذا یہ 'حد اکبر' ہے۔

(ب) پہلا مقام یہ ہے :

خبر	متبدا
عام ہے	روزہ رکھنے کے لئے رؤیت کرنے کا حکم

اس مقدمہ میں 'خبر' وہی ہے جو نتیجہ میں خبر ہے۔ لہذا یہ مقدمہ کبری ہے ۔

(ج) دوسرا مقدمہ یہ ہے :

خبر	متبدا
واجب ہے	ایک بلد کی رؤیت کا اعتبار

اس مقدمے میں 'متبدا' وہ نہیں ہے جو نتیجہ میں متبدا ہے اس مقدمہ کا متبدا ہے۔ 'رؤیت کا اعتبار' اور نتیجہ کا متبدا ہے۔ رؤیت کے اعتبار کا وجوب۔ چونکہ دونوں یکساں نہیں ہیں اس لئے یہ مقدمہ جو بظاہر مقدمہ صغریٰ ہے باطل ہے۔

(د) حد اوسط جس پر قیاس منطقی میں نتیجہ منحصر ہوتا ہے اور دونوں مقدمات کو مربوط کرتا اور منتج بناتا ہے اسے صغریٰ کی خبر اور کبریٰ کا متبدا ہونا چاہیے۔ اس استدلال میں صغری کی خبر ہے : واجب ہونا اور کبری کا متبدا ہے۔

رؤیت کا حکم۔ یہ دونوں بالکل دو متفرق باتیں ہیں۔ گویا صغریٰ اور کبریٰ کوئی حد اوسط ہے ہی نہیں جو دونوں قضیوں کو باہم مربوط اور منتج کرے اسی لئے یہ استدلال سرے سے قیاس منطقی ہے ہی نہیں۔

معطوف علیہ معطوف اور نتیجہ

فی الواقع اس استدلال کے دونوں مقدمات میں بجائے تین حدود کے ۴ حد موجود ہیں اور یہ اصلاً معطوف علیہ اور معطوف کی صورت میں دو باہم غیر متعلق بیانات ہیں۔ پہلا بیان ہے

(الف) روزہ رکھنے کے لئے رؤیت کرنے کا حکم (ب) عام ہے

دوسرا بیان ہے :

(الف) روزہ رکھنے کے لئے رؤیت کا اعتبار (ب) واجب ہے

لہٰذا نتیجہ یہ ہے کہ : روزہ رکھنے کے لئے رؤیت کا اعتبار واجب ہے اور عام ہے۔

اسے ذرا مختصر کر لیں یعنی یہ کہ : حکم رؤیت عام ہے اور اعتبار رؤیت واجب ہے لہٰذا اعتبار رؤیت واجب ہے اور عام ہے۔ اس استدلال میں (اصل خامی یہ ہے کہ حکم رؤیت اور اعتبار رؤیت دونوں کو باہم ہم معنی باور کر لیا گیا ہے اور دونوں خبر کو ایک دوسرے کی خبر بنا دیا گیا ہے۔ حالانکہ جو چیز عام ہے وہ حکم رؤیت ہے اور جو چیز واجب ہے وہ اعتبار کی رؤیت ہے اور دونوں جیسا کہ واضح ہے دو علیحدہ علیحدہ چیزیں ہیں۔ اگر بیانات یوں ہوتے کہ رؤیت کا اعتبار عام ہے اور رؤیت کا اعتبار واجب ہے۔ تب یہ نتیجہ ضرور نکلتا کہ رؤیت کا اعتبار واجب ہے اور عام ہے یعنی ایک بلد کی رؤیت کے اعتبار کا وجوب دوسرے بلد کے لئے بھی عام ہوتا۔ مگر پیش کردہ دونوں بیانات میں کوئی قدر مشترک نہیں ہے جو انہیں ایک دوسرے سے جوڑے۔ دونوں کے مبتدا اور خبر ایکدوسرے سے بالکل الگ ہیں انہیں باہم مربوط کیا ہی نہیں جا سکتا کہ کوئی نتیجہ حاصل ہو اور حقیقت یہ ہے کہ یہ استدلال ایک کھلا ہوا دھوکہ اور محض ایک سفسطہ ہے (۴۳)

(............جاری ہے)

☆ ایک عظیم خوشخبری ☆

زر عالم اسلامی کیسٹ ہاؤس اکوڑہ خٹک میں حضرت مولانا سمیع الحق صاحب کی بخاری شریف کتاب المغازی کے دروس شیخ الحدیث حضرت مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہ صاحب مدنی مدظلہ کے شمائل ترمذی پر دروس اور مکمل ترجمہ و تفسیر قرآن پاک اسی طرح مولانا قاضی فضل اللہ صاحب مدظلہ کا مکمل ترجمہ و تفسیر قرآن شیخ الحدیث حضرت مولانا مغفور اللہ صاحب مدظلہ کے ترجمہ قرآن پاک کے مکمل سیٹ دستیاب ہیں۔ علاوہ ازیں دارالعلوم حقانیہ کے جلسہ دستاربندی اور دارالعلوم حقانیہ کے دیگر اساتذہ و شیوخ کی تقاریر و دروس اور علماء دیوبند کی نایاب تقریریں اور پشتو، عربی، فارسی اور اردو کی بہترین نعتوں اور نظموں کی کیسٹیں ہمارے ہاں دستیاب ہیں۔

رابطہ : زر عالم اسلامی کیسٹ ہاؤس بالمقابل جی ٹی روڈ حقانی چوک مہاجر بازار اکوڑہ خٹک، نوشہرہ

جنرل مرزا اسلم بیگ

طالبان کی کامیاب جنگی حکمت عملی

(تجزیہ)

آج سے پانچ سال قبل طالبان قندھار سے ابھرے اور بڑی سرعت سے تقریباً پورے علاقے پر اپنا تسلط قائم کر لیا اور ملک کے اندر مخالف قوتوں نے ایک ایک کر کے ہتھیار ڈال دیئے یا پسپا ہو گئیں اور بیرونی مداخلت کو ایسی شکست فاش ہوئی ہے کہ حیرت ہوتی ہے کہ طالبان جنہیں ہم ناتجربہ کار' اور جنگی حکمت عملی سے نابلد تصور کرتے تھے انکی جنگی حکمت عملی کتنی کامیاب ہے۔ طالبان کی کامیابی اور ان کی جنگی حکمت عملی کی برتری کا صحیح جائزہ لینے کے لئے' مختصر سا تجزیہ ضروری ہے۔

پہلا مرحلہ :

قندہار 'غزنی اور جلال آباد کے علاقوں پر قبضہ کرنے کے بعد **1997**ء میں طالبان نے شمال مغرب کی طرف پیش قدمی شروع کی اور پورے علاقے پر تسلط قائم کرنے کے بعد افغانستان و ایران کی سرحدوں کو بند کر دیا' اسلئے کہ ایران کی براہ راست مداخلت خطرناک تھی۔ پھر بھی ایران کی مداخلت جاری رہی اور تاجکستان کی سرزمین سے فضائی پروازوں کی مدد سے مزار شریف اور ہزارہ جات کے علاقوں میں شمالی اتحاد کی مخالف قوتوں کو ابھارا گیا جب کہ روس' بھارت' تاجکستان اور ازبکستان کی جانب سے مداخلت کھلے عام ہوتی رہی۔

دوسرا مرحلہ :

جون **98**ء میں طالبان نے مزار شریف اور ہزارہ جات کے علاقوں کی جانب پیش قدمی شروع کی اور پانچ ماہ کے عرصے میں ان علاقوں پر مکمل تسلط قائم کر لیا۔ ان فتوحات کے بعد شمالی اتحاد کی صفوں میں انتشار پیدا ہوا اور احمد شاہ مسعود نے شمالی اتحاد کی قیادت سنبھال لی' جنہیں مغربی دنیا' روس' بھارت' وسط ایشیا اور ایران' جنگی حکمت عملی کا ماہر تصور کرتے ہیں اور تاجکستان کے شہر' کلیاب' کو شمالی اتحاد کے لئے جنگی ساز و سامان اور رسد رسانی کا مرکز بنا دیا اور احمد شاہ مسعود نے پنجشیر کی وادی سے لے کر قندوز تک اور مشرقی افغانستان کے بیشتر علاقوں پر اپنا تسلط مضبوط کر لیا' احمد شاہ مسعود کو نہ تو جنگی ساز و سامان کی کمی تھی اور نہ ہی زر و مال کی۔ یہ ایسی صورت حال تھی کہ جس سے نپٹنا طالبان کے لئے ضروری ہو گیا تھا۔

تیسرا مرحلہ :

مئی 2000ء میں احمد شاہ مسعود کے خلاف طالبان کی نئی پیش قدمی کا آغاز ہوتا ہے۔ کابل کے شمال میں پنجشیر کی وادی کی جانب طالبان حملہ آور ہوئے لیکن انہیں بھاری جانی ومالی نقصان اٹھانا پڑا' تقریباً چار سو سے زیادہ عسکر ہلاک ہوئے اور پسپا ہوکر شمال کابل کے علاقے میں نئی صف بندی شروع کردی۔ ماہ ستمبر کے وسط میں نئی پیش قدمی کا آغاز ہوا جو طالبان کی جنگی حکمت عملی کی اعلیٰ مثال ہے جسے بالواسطہ تزویراتی حکمت عملی (Strategy Approach of Indirect) کا نام دینا درست ہوگا۔ کابل کے شمال میں شمالی اتحاد کی صفوں کو تھامے ہوئے تقریباً تین سو کلو میٹر شمال مغرب کی جانب سے (deep outflanking manoeuvre) دشوار گزار راستوں سے گزر کر نہریں' بورکہ اور اشکمش کے اہم علاقوں پر قبضہ کرلیا' جس کے نتیجے میں شمالی اتحاد تین اہم شاہراؤں سے محروم ہوگیا دو ہفتوں بعد دو سمتوں سے یعنی کندوز اور اشکمش کی جانب سے حملہ آور ہوکر تولکان کے اہم علاقے پر قبضہ جمالیا اور پیش قدمی جاری رکھی یہاں تک کہ صوبہ تخار میں خواجہ گڑھ اور اس کے بعد امام صاحب' دشت ارشی اور اہم دریائی بندرگاہ شیر خان پر ماہ اکتوبر تک تسلط قائم ہوگیا۔ مزید پیش قدمی کرتے ہوئے اہم تنگی (Defile) فرخار جو صوبہ تاخار میں واقعہ ہے' اپنی گرفت مضبوط کرلی۔ اور احمد شاہ مسعود نے پسپائی اختیار کرکے اپنا جنگی ہیڈ کوارٹر بھارک منتقل کردیا۔

تین اہم رسد رسانی شاہراؤں سے محروم ہوجانے کے بعد شمالی اتحاد کے لئے اب جنگی ساز و سامان اور رسد درواز اور اسکاشیم کے راستوں سے آسکتی ہے جو دشوار گزار راستے ہیں۔ طالبان کی فتوحات نے شمالی اتحاد کی دفاعی لائن کو توڑ کر رکھ دیا ہے اور اب دونوں طاقتوں کے درمیان دفاعی لائن کچھ اس طرح ہے جیسے اس نقشے میں بتائی گئی ہے۔

غالباً طالبان مزید پیش قدمی کرکے فیض آباد کے اہم علاقے پر قبضہ کرنا چاہیں گے تاکہ احمد شاہ مسعود کے درواز اور اسکاشیم کے رسد کے راستوں کو بھی کاٹ دیا جائے۔ وادی پنجشیر کا علاقہ تقریباً گھراؤ میں آچکا ہے جسے مکمل طور سے محصور کرنے کے لئے طالبان کی پیش قدمی کرن کی جانب متوقع ہے۔

تجزیہ :

طالبان کی غیر متوقع جنگی فتوحات کے بعد روس ایران اور تاجکستان دوشنبے میں اکٹھے ہوکر نئی حکمت عملی مرتب کررہے جبکہ حقیقت یہ ہے کہ طالبان کے خلاف بیرونی مداخلت ناکام ہوچکی ہے۔ خصوصاً ایران کی افغان پالیسی ایک بڑی ناکامی ہے جس کا الزام پاکستان کے کندھوں پر ڈالا جاتا ہے' روس کی شہ پر تاجکستان اور ازبکستان شمالی اتحاد کو ہر طرح کی مدد مہیا کرتے رہے ہیں وہ بھی اب نئی حقیقت کو تسلیم کرچکے ہیں اور افغانستان

کے ساتھ مفاہمت کے خواہاں ہیں۔ ازبکستان جلد طالبان سے مذاکرات شروع کرے گا۔ اس نے تجارت کے لئے اپنی سرحدیں کھول دینے کا فیصلہ کرلیا ہے اس لئے کہ افغانستان سے مصالحت کرلینے میں ہی ان پڑوسی ممالک کی عافیت ہے۔

تاجکستان میں تقریباً پچیس ہزار روسی فوجی سرحدوں پر متعین ہیں اور چند دن پہلے جب طالبان نے پیش قدمی کر کے بندر شیر خان پر تسلط قائم کرلیا تو روسی فوج کمال مہارت کے ساتھ پیچھے ہٹ گئی اور طالبان کے ساتھ آنکھ ملانے کی جرأت نہ کرسکی۔ تاجکستان کو سوچنا چاہیے کہ ایسے دوستوں کی کیا ضرورت ہے جو مشکل وقت میں ساتھ چھوڑ جائیں' جس طرح سے ازبکستان نے تجارت کے لئے اپنی سرحدیں کھول دی ہیں' اسی طرح تاجکستان کو بھی صحیح فیصلے کرنے کی ضرورت ہے۔

پاکستان پر افغانستان کو مدد کرنے پر ہر قسم کے الزامات عائد کئے جاتے ہیں جبکہ پاکستان اپنے حکمرانوں کی ناعاقبت اندیشی کے سبب خود مشکلات میں گھرا ہوا ہے۔ 89ء میں جلال آباد کی مہم جوئی کی ناکامی کے بعد پاکستان نے افغانستان کے اندرونی معاملات سے لاتعلقی اختیار کرلی تھی اور اب جس سوچ اور انداز کے تحت طالبان کی جنگی حکمت عملی سامنے آئی ہے اس سے پاکستانی فوج کی جنگی تربیت اور روایتی جنگ (Conventional war-fare) کی حکمت عملی مطابقت نہیں رکھتی۔ البتہ افغانیوں کے ساتھ خون کے رشتے ہیں جو مشکل وقتوں میں اور بھی استوار ہو جاتے ہیں۔ یہ رشتے حکومتی سطح پر نہیں بلکہ عوام کی سطح پر قائم ہیں۔

چین افغانستان کا بااعتماد دوست ہے جسے وہ قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں' چین کی موجودہ مغربی وسطی علاقوں کی ترقی (Mid West Development) کی پالیسی کے تحت زخم خوردہ افغانستان کی بحالی چین کی نہ صرف ضرورت ہے بلکہ اخلاقی ذمہ داری (Moral Obligation) بھی ہے۔

امریکہ کی افغانستان میں پہلی ناکامی اس وقت نظر آئی جب روسیوں کی پسپائی کے بعد امریکہ افغانستان سے لاتعلق ہو گیا کیونکہ افغانستان میں دینی قدامت پسندوں کی حکومت اسے منظور نہ تھی اس پالیسی کے نتیجے میں افغانستان چھ سالوں تک خانہ جنگی کا شکار رہا' ملکی معیشت تباہ ہو گئی اور افراتفری جب اپنے عروج کو پہنچ چکی تھی تو افغان قوم کی صحیح روح بیدار ہوئی جس نے انتشاری قوتوں کو شکست دے کر طالبان کی حکومت قائم کی جسے صرف پاکستان' سعودی عرب اور عرب امارات نے تسلیم کیا اور باقی تمام مہذب دنیا طالبان حکومت کو حقارت سے دیکھتی رہی۔ یہاں تک کہ امریکہ نے بھی اسامہ بن لادن کی شخصیت کو متنازعہ بنا کر اپنی افغان پالیسی کو ایک فرد واحد کے ساتھ منسلک کر دیا جو امریکہ کی دوسری بڑی غلطی ہے جس کا خمیازہ نہ صرف افغانستان کے غریب عوام بلکہ آس پاس کے تمام علاقے بھگتیں گے۔ افواہیں گردش کر رہی ہیں کہ امریکہ افغانستان پر حملہ کرنے کا

ارادہ رکھتا ہے ایسے ارملوے امریکہ کی صحت بصارت کی گواہی نہیں دیتے' بلکہ بے بسی نظر آتی ہے۔

پاکستان کی افغان پالیسی نے پچھلے بارہ سالوں میں بڑے اتار چڑھاؤ دیکھے ہیں اور کبھی بھی حقیقت پر مبنی پالیسی نہ بن پائی۔ دونوں حکومتوں کے درمیان تعلقات کشیدہ رہے جبکہ عوام کے درمیان اخوت اور محبت کے رشتے قائم ہیں۔ پچھلی حکومت کے دور میں افغانستان کی حکومت کو تسلیم کر کے جرأت مندانہ فیصلہ کیا گیا لیکن اس پالیسی کو محدود رکھا گیا اور وہ مقاصد نہ حاصل ہو سکے جو ممکن تھے اور اب موجودہ زمینی حقائق کے پیش نظر نئی سفارتی حکمت عملی کی ضرورت ہے۔

شمالی اتحاد شکست کھانے کے بعد سخت مشکل میں ہے اور خصوصاً پنجشیر وادی کا علاقہ دفاعی لحاظ سے بے حد کمزور ہو چکا ہے۔ اگر طالبان سے جنگ کا فیصلہ ہوتا ہے تو پنجشیر وادی کی خوشحالی تباہ ہو جائے گی کیونکہ احمد شاہ مسعود ان کی مدد کو نہیں آسکتا۔ طالبان کے ساتھ سمجھوتہ کر لینے میں ان کی عافیت ہے۔ شمالی اتحاد کی ناکامی دراصل ان تمام بیرونی مداخلتوں کی ناکامی ہے جو 79ء میں روس کی مداخلت سے شروع ہو کر تاجکستان کے دارالخلافہ دوشنبہ تک محدود ہو چکی ہے۔ ایسی مداخلت کے نتیجے میں صوبہ بدخشاں کے پہاڑی علاقوں میں بے مقصد جنگ جاری رکھی جاسکتی ہے۔ لیکن حقیقت کا تقاضہ ہے کہ شمالی اتحاد جرأت مندانہ فیصلے کرے' مذاکرات کا آغاز کرے اور اپنے افغان بھائیوں سے اپنا حق لے جو جنگ اور غیروں کی مداخلت کے باوجود وہ اب تک حاصل نہ کر سکے ہیں۔

طالبان نے اپنی ثابت قدمی' مضبوط قوت ارادی اور بہترین جنگی صلاحیتوں کا مظاہرہ کرتے ہوئے جس طرح سے طاغوتی قوتوں کو شکست دی ہے وہ حیرت انگیز بھی ہے اور قابل تعریف بھی اب ضرورت اس بات کی ہے کہ شمالی اتحاد کو دیوار سے لگا دینے کے بجائے ان سے مذاکرات کا سلسلہ شروع کیا جائے' افہام و تفہیم کی راہ ہموار کی جائے تاکہ قومی یکجہتی کے مقاصد حاصل کئے جاسکیں جو جنگ و جدل سے حاصل کرنا ناممکن ہے۔ غور طلب بات ہے کہ افغانستان کی غیور قوم نے وہ کارنامہ انجام دیا ہے جس کے سامنے نہ تو اقتصادی منطق درست ثابت ہوتی ہے اور نہ ہی جنگی صلاحیت کے عام اصول و ضوابط۔ یہ ملک کہ جس کی معیشت تباہ ہو چکی ہے' فرسودہ جنگی سازوسامان ہے اور سفارتی سطح پر " سنگ ہر شخص نے ہاتھوں میں اٹھا رکھا ہے " اور دنیا کی بڑی طاقتیں اس کے خلاف کھلم کھلا سازشوں میں ملوث ہیں۔ لیکن اس قوم نے صبر اور استقامت کا دامن نہیں چھوڑا' ایمان اور یقین کو اپنایا ہے اور اس قادر مطلق کی مدد پر بھروسہ کیا جس کے سامنے بڑی سے بڑی طاقتیں آج سرنگوں ہیں۔ یہی وہ سبق ہے جسے افغان قوم نے ہمیں پڑھایا ہے۔ بشرطیکہ ہم پڑھ سکیں۔

افکار و تاثرات

حضرت مولانا عتیق الرحمان سنبھلی، برطانیہ

برطانیہ میں اسلام اور مسلمانوں کے مستقبل کا تقاضہ

۸ اکتوبر ۲۰۰۰ء کو برمنگھم میں دیوبندی مکتبہ فکر کے نمائندہ اجتماع سے جاری کردہ اعلانیہ

برطانیہ میں آکر بس جانے والے مسلمانوں کی مثال ایک ایسے پودے کی ہے جو کسی ایسی سرزمین میں لا کر لگادیا گیا ہو جسے اس پودے سے کبھی آشنائی نہ تھی، تقریباً چالیس سال گذر جانے پر اب اس پودے اور اس سرزمین کے رشتے کی صورت یہ بنی ہے کہ گویا پودے نے جڑ پکڑنا شروع کر دی جڑ کے پوری طرح جم جانے کا عمل پورا ہونے کو ابھی ایک مدت درکار ہے۔ ہو سکتا ہے چالیس برس اور درکار ہوں بشرطیکہ یہ عمل بغیر کسی خلل کے ہمواری کے ساتھ جاری رہ سکے۔ جہاں تک باہر سے خلل اندازی کا سوال ہے اسکی طرف سے مطمئن ہونا تو اپنے آپ کو دھوکا دینا ہوگا۔ مغرب میں اسلام فوبیا کی جو کیفیت سامنے ہے وہ ہرگز اس اطمینان کی اجازت نہیں دیتی، لیکن معاملے کا انحصار ہمارے اپنے طرز عمل پر ہے کہ ہم خود تو کہیں ایسے طریقے اختیار نہیں کر لیتے جو اس نازک عمل کی ہمواری میں خلل ڈالنے لگیں اور افسوس ہے کہ ہم ایسے طور طریقے اختیار کر رہے ہیں۔ یہ اپنی کشتی میں سوراخ کرنے کا عمل ہے اس نامبارک عمل کو روکنے کی کوشش کشتی ملت کے ہر مسافر کا فرض ہے۔

ہم مسلمان تقریباً پوری دنیا میں وسیع تر اجتماعی مصلحتوں کی رعایت اور لحاظ کے معاملے میں ایک کمزور ملت ہونے کا ثبوت دیتے آرہے ہیں۔ اور یہی ہماری ذلتوں اور پسماندگیوں کی جڑ ہے حالانکہ اجتماعی اور ملی مصلحتوں کی رعایت اور لحاظ کا جیسا باقاعدہ سبق ہمیں پڑھایا گیا تھا کسی دوسری قوم و ملت کی تاریخ میں اس کی نظیر پانی ممکن نہیں، حضرت بانی ملت خاتم الانبیاء ﷺ مکہ میں فاتحانہ داخل ہو چکے ہیں وہاں کا سیاہ و سفید اب سب آپ کے اختیار میں ہے، آپ کے اقدامات کو کوئی شخص چیلنج نہیں کر سکتا۔ قلبِ مبارک میں خیال آتا ہے کہ کعبے کو بتوں سے تو پاک کر دیا گیا، کیا اچھا ہو کہ اس کی عمارت جو ایک دفعہ کی نئی تعمیر میں بعینہ اس شکل پر قرار نہیں رہ سکی تھی جس شکل پر سیدنا ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام نے اسے بنایا تھا اسی اصلی شکل پر بحال کر دی جائے، لیکن ایک خطرہ قلب مبارک پر گزرتا ہے کہ قریش کا اسلام ابھی نیا نیا ہے، ایسا نہ ہو کہ اس مقدس عمارت کی چھیڑ چھاڑ انہیں بھڑکا دے، یعنی اسلامی جمعیت میں ایک خلل رونما ہو جائے۔ آپ اپنے نہایت مبارک خیال پر اقدام کرنے سے رک جاتے ہیں، اور کعبہ اپنی اسی بدلی ہوئی شکل پر رہ جاتا ہے۔

پھر ایک موقعہ پر جب کہ دنیا سے آپ ﷺ کی رخصت کا وقت قریب آرہا ہے' ہم دیکھتے ہیں کہ اصحاب کرام کو اپنے بعد پیش آسکنے والے ایسے حالات کے بارے میں متنبہ فرماتے ہیں کہ جوان کی قوت فیصلہ کو مشکل میں ڈال سکتے ہیں۔ منجملہ ان کے فرمایا جاتا ہے کہ "تمہاری حکمرانی ایسے لوگوں کے ہاتھ میں آسکتی ہے" جنہیں تم انکی عملی حالت کی بنا پر ناپسند کرو' وہ تمہاری حق تلفیاں بھی کر سکتے ہیں' مگر جب تک یہ نام کو بھی اسلام سے وابستہ رہیں (الا ان تروا کفراً بواحا) انکے خلاف محاذ آرائی مت کرنا! مصبِ حکمرانی کو تزکیہ وطہارت اور عدل و فقر کی ایک نرالی شان عطا کرنے والا پیغمبر اپنے مجاہد و پاکباز اصحاب کو ہدایت دے رہا ہے کہ امت کی جمعیت اور ان اعلیٰ قدروں پر اصرار کے درمیان انتخاب کا امتحان پیش آجائے تو امت کی جمعیت ہی کو مقدم رکھنا' حتیٰ کہ اپنی حق تلفیاں بھی سہہ لینا۔

آج کی ہماری دنیا جس روز افزوں بے چینی اور مستقبل کے بارے میں بے یقینی سے گزر رہی ہے کمیونزم جو ایک شعاعِ امید کا روپ بھر کر ابھر اتھا اپنی تجربہ گاہ کو صرف مایوسیاں دیکر روپورش ہو گیا ہے' سرمایہ داری اپنی زندگی کی آخری لڑائی کے دور میں داخل ہو چکی ہے' اور ب دنیا خاص طور سے اس کا مغربی حصہ بھی جو اب تک اسلام کو صرف دشمنی کی نظر سے دیکھتا تھا' خواہی نخواہی اس کو سمجھنے کی طرف مائل ہو رہا ہے' ایسے حالات میں ہمارے خود اپنے مستقبل کے مطالبہ کے ساتھ ساتھ عام عالم انسانی کی بھلائی کا بھی ہم سے تقاضہ ہے اور اسلام سے وفاداری کا بھی حق ہے کہ دنیا کے اس مغربی حصے میں رہتے ہوئے ہم اسلام کی بہترین نمائندگی کے طور طریقے اپنانے کو اپنا فرض سمجھیں' اور ملکوں' نسلوں' مسلکوں اور مکاتب فکر کی تقسیمیں ہمیں اس مشترکہ فریضہ میں بہتر سے بہتر رول ادا کرنے سے باز نہ رکھیں۔

حالات اور تقاضوں کے اس پس منظر میں برمنگھم میں منعقد ہونے والا یہ اجتماع جو برطانیہ میں دیوبند سے منسوب مکتبِ فکر کی نمائندگی کرتا ہے' بر صغیر ہند (Indian Sub Continent) کے دوسرے مسلکوں کو آواز دیتا ہے کہ وہ اپنی دینی ذمہ داری کے ماتحت وقت کے اس ملی فریضے کے معاملے میں متحدہ کوششوں کے میدان کی طرف قدم بڑھائیں' یہ آواز ایک ایسے وقت میں دی جارہی ہے جب کتنے ہی لوگوں کو اس اجتماع سے توقع ایک بالکل مختلف آواز آنے کی رہی ہوگی۔

دیوبند پر اس وقت اس کے مسلک حنفیت اور ذوق تزکیہ و تصوف کے حوالے سے حملوں کا ایک بازار گرم ہے (اور یہ اس بازار کے علاوہ ہے جو قریب ایک صدی سے گرم ہی چلا آرہا ہے' اور افسوس کہ یہ ایک صدی پرانا بازار تو ایک ایسے مسلک کی طرف سے گرم ہے جو خود بھی حنفیت اور تصوف کا حوالہ رکھتا ہے) دیوبند کے پاس زبان و قلم کی کبھی کمی نہیں رہی لیکن یہ ہرگز کوئی خوش آئند بات نہ ہوگی کہ اللہ کی دی ہوئی اس صلاحیت کا

مصرف مسلکی حملوں کی گرم بازاری سے عہدہ برا ہونا ہو' دیوبند کے فکری اور علمی مسلک پر کسی کو اگر ایمانداری سے دینی بنیادوں پر اعتراض ہے تو " چشم ما روشن دل ماشاد '' وہ علمی انداز ' معیاری زبان اور اصلاحی لہجے میں اپنے خیالات سامنے لائے 'لیکن من گھڑت باتوں ' کٹے پٹے حوالوں اور محض بدنام کرنے والے رقیبانہ لہجے سے یہ نام نہاد " دینی فریضہ " انجام دینا خود اپنے دین کی تو خرابی ہے ہی' اس ملک میں اسلام کے امکانات کو خطرے میں ڈالنے اور خانہ جنگی کی آگ بھڑکانے کا بار بھی اپنے سر لینا ہے 'اور مزید جب یہ ناروا حملے ان لوگوں سے صادر ہوں جو ایک ایسی اسلامی حکومت کے دینی اداروں کیطرف سے بطور مبعوث اس ملک میں کام کر رہے ہیں 'جس حکومت کی پالیسی میں اس فرقہ وارانہ طریقِ کار کی کوئی گنجائش نہیں 'تب یہ حملے اور بھی زیادہ قابل افسوس ہو جاتے ہیں۔

وقت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا وہ الوداعی خطبہ یاد کیا جائے جو آپ نے اپنی رحلت سے تین ماہ قبل حجۃ الوداع میں اپنی امت کو خدا حافظ کہتے ہوئے ارشاد فرمایا تھا' اس کا ایک جملہ یہ تھا الا إن دمائكم واموالكم واعراضكم حرام عليكم كحرمة يومكم هذا فى بلدكم هذا فى شهر كم هذا (صحيح بخارى شريف كتاب الحج)

ترجمہ : پس (خبردار) تمہارے خون' تمہارے مال اور تمہاری آبروئیں آپس میں تم پر ویسے ہی قابل احترام ہیں جیسے تمہارے اس مقدس شہر میں اور تمہارے اس ماہ حج میں تمہارے آج کے یوم (حج اکبر) کی حرمت ہے۔

دین کے نام پر کی جانے والی کسی مسلم کی کردار کشی اور آبروریزی بھی بلاشک اس وصیت نبوی کی بدترین خلاف ورزی ہے۔

یہ اجتماع مسلک دیوبند کے عامۂ متبعین سے بھی اپیل کرتا ہے کہ مسلک دیوبند اور اکابرین دیوبند پر حملوں کا یہ نیا باب جو سلفیت اور اہل حدیث کے نام سے کھلا ہے اور قدرتی طور پر انکے لئے صبر آزما ہے وہ اس سے مشتعل نہ ہوں' یہ احادیث نبوی کی روشنی میں بلاشبہ ایک فتنہ ہے 'اور فتنوں کے دور کیلئے آنحضرت ﷺ کی نہایت تاکید سے یہ ہدایت ہے کہ فتنہ انگیزوں کا ترکی بہ ترکی مقابلہ کرنے کی بجائے صبر و حکمت سے اس آگ پر پانی ڈالیں۔ قرآن پاک کی آیت واذا اصابهم البغى هم ينتصرون (سوره شورىٰ ۔ ۳۹) سے اگرچہ برابر کے بدلے کی اجازت ملتی ہے لیکن اکابر دیوبند کو اسی سورہ کی سفارش ولمن صبر وغفران ذالك لمن عزم الامور کے مطابق روش زیادہ پسند تھی' اور یہ ان کی زندہ جاوید میراث ہے۔

ہاں اہل علم کا ضرور اس سلسلے میں فرض ہے کہ قرآن وحدیث کے حوالے سے جو سطحی قسم کا پروپیگنڈہ تقلید ائمہ اور راہ سلوک و تصوف کے خلاف کیا جا رہا ہے اس کی حقیقت ضرور مثبت انداز سے اور بقدر ضرورت عوام پر کھولی جائے۔

مولانا ابن الحسن عباسی *

نہ مال غنیمت ' نہ کشور کشائی

مجاہدین اسلام کی تاریخ ایک ولولہ انگیز اور روح پرور تاریخ ہے 'اللہ کی زمین سے اللہ کے باغیوں کو ختم کرنے مفسدین کا صفایا کرنے اور بتان آذری کے پجاریوں کے شر کو مٹانے کے لئے دین اسلام کے علم برداروں نے جو ایمان افروز معرکے سر کئے' تاریخ اسلام کے گلشن کا چپہ چپہ عہد وفا کی ان داستانوں سے لہلہا رہا ہے۔

مادی فلسفہ کی اس تعبیر میں کسی کے لئے شک کی گنجائش نہیں کہ انسان کی زندگی کی سب سے عزیز متاع خود اس کی زندگی ہے' جہاں کی ساری دلچسپیاں' ساری رونقیں اور ساری نیرنگیاں اسی وقت تک ہیں جب خود اس کے جسم و جان' اس کے قلب و جگر اور فکر و نظر میں شادابی کی کوئی امنگ اور زندگی کی کچھ رمق باقی ہو' کیا یہ حقیقت نہیں ہے کہ تم باغ میں جاتے ہو' سبزہ کو دیکھتے ہو' لہلہاتے کھیت اور جھومتے درختوں کا نظارہ کرتے ہو' ٹھنڈی اور خوشگوار ہواؤں سے لطف اندوز ہوتے ہو۔ ننھی کلیوں اور بہاروں بھرا گلوں سے مشام جان معطر کرتے ہو' لچکتی شاخوں پر طیور چمنستانی کی دل آویز صداؤں سے سرشار ہوتے ہو۔ آسمان پر ستاروں کی مجلس شبینہ اور چاندنی کی حسن افروزیوں سے شادکام ہوتے ہو' یہ اس لئے نہیں کہ من کی دنیا پر کیف طاری کرنے والی یہ دلکش کائنات اپنی ذات میں حسین ہے بلکہ تم یہ سب کچھ اسی لئے کرتے ہو کہ اس سے خود تمہارا دل و دماغ اور تن من شادکام ہوتے ہیں' جہاں کی یہ ساری رونقیں تمہارے دل و جان کی ایک رونق کو باقی رکھنے کے لئے ہیں اور ایک دل کی تازگی کو برقرار رکھنے کے لئے تم اس حسین کائنات کی بزم دلکشی میں شریک ہوتے ہو' مادی فلسفہ حیات کی یہ وہ تعبیر ہے جس سے اختلاف نہیں کیا جا سکتا۔

لیکن مرد مومن کا فلسفہ ء حیات' اس کی زندگی کا مقصد اور اس کے وجود کا ہدف و نصب العین مادی فلسفہ کے اس تصور سے بلند اور بہت بلند ہے۔ اسے اپنی حیات کے بلند مقصد کے حصول کے لئے زندگی کا نذرانہ پیش کرنے کی ضرورت ہو تو اپنی اس سب سے عزیز متاع کی قربانی کو وہ اپنے لئے سعادت خیال کرتا ہے' اسے ایک کیا' کئی زندگیاں عطا ہوں تو اس راہ میں وہ ان سب کے قربان کر دینے کو اپنے لئے خوش بختی تصور کرے گا' اس کے نزدیک کبھی جان اور کبھی تسلیم جاں ہے زندگی' صدیوں پہلے زبان رسالت مآب سے ادا شدہ بلیغ

* استاد جامعہ فاروقیہ کراچی۔

الفاظ" ثم احی ثم أقتل، ثم احی ثم أقتل " مومن کے اسی عزم بلند پر شاہد عدل ہیں، اس گمان آباد ہستی میں یقین و ایمان کی یہی وہ طاقت ہے جو مردِ مسلمان کو چٹانوں سے ٹکرا دیتی ہے۔ طوفانوں سے لڑا دیتی ہے، آندھیوں سے بھڑا دیتی ہے۔ اور سمت ہوا کیساتھ چلنے کے بجائے اس کا رخ موڑ دیتی ہے اور وہ جو کسی نے کہا ہے۔

شہادت گہ الفت میں قدم رکھنا ہے
لوگ آسان سمجھتے ہیں مسلمان ہونا

یہ صرف جذباتی یا خوبصورت لفظوں کا سحر و طلسم نہیں اور نہ ہی شاعرانہ تخیل کی ایسی تعبیر ہے جس کی کوئی حقیقت باہر کی دنیا میں نہ پائی جاتی ہو بلکہ اسلامی تاریخ کا صفحہ صفحہ اس حقیقت کی صداقت پر گواہ اور اس کا سینہ سینہ شہیدانِ وفا کے لہو سے گلرنگ و لالہ زار ہے، یہاں اس عیاں حقیقت کے ثبوت کے لئے تاریخ سے مثالیں پیش کرنا مقصود نہیں۔

زندگی اور جان کے بعد انسان کیلئے عموماً مال اور شہرت کی محبت و شمع ہے جس پر مادی فلسفہ کا مار گزیدہ انسان پروانہ وار ٹوٹ ٹوٹ پڑتا ہے۔ اس کے لئے وہ اپنے ابنائے جنس کو تہہ تیغ کرنے سے بھی گریز نہیں کرتا، شقاوتوں اور بے مہریوں کا مجسمہ بن کر وہ بستیاں اجاڑ دیتا ہے، آبادیوں کو ویران کر دیتا ہے، شہروں کے شہر کھنڈرات میں بدل دیتا ہے اور یہ ہوس جب بدبختی کی انتہائی حد تک اس کو اندھا بنا دیتی ہے تو وہ اپنے ہمدرد دوست، مخلص ساتھی، رحیم باپ اور شفیق ماں کے فنا کرنے سا بھی دریغ نہیں کرتا، تاریخ عالم میں لاتعداد واقعات ایسے ہیں کہ مال و جاہ کی خاطر ایک شقی القلب اٹھا، دوست کو قتل کیا، بھائی کو ہلاک کیا، باپ کو فنا کیا اور شفیق ماں کی زندگی کا چراغ گل کیا، کیوں ؟ اس لئے کہ وہ مال چاہتا ہے اور دوست اس کے حصول کی راہ میں رکاوٹ ہے، اس لئے کہ وہ عہدہ و منصب کا خواہش مند ہے اور باپ کی موجودگی وہ اسے مل نہیں سکتا، اس لئے کہ اس کا ایمان مادہ پر ہے۔ اور مادی فلسفہ کے غلام کی نگاہ اپنی ذات کے دائروں سے آگے نہیں جاتی، اس لئے کہ اسے اس زندگی کے بعد کسی اگلی زندگی کا یقین نہیں، اس کا عقیدہ ہے کہ "عالم دوبارہ نیست" جو کچھ ہے یہی ہے اور اس فانی دنیا کا پجاری ہر اس چیز کے ختم کرنے پر آمادہ ہو جاتا ہے جو اس کے مفاد سے ٹکراتی ہو .... مادی فلسفہء حیات کے اس روگ کو صوفیائے اسلام کی اصطلاح میں "حب مال" سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

لیکن ایک حقیقی مرد مومن کی زندگی اس مرض کی کثافتوں سے بالکل شفاف اور پاک ہوتی ہے، یہاں تاریخ اسلام کے عہد زریں سے ایمانی زندگی کے اسی پہلو کی چند مثالیں پیش کی جاتی ہیں۔

یہ سن سولہ ہجری ہے، مسلمانوں نے مدائن فتح کیا، غنائم کا مال اکھٹا کیا گیا، اتنے میں ایک نقاب پوش مجاہد نے جواہرات سے بھری ہوئی تھیلی لا کر مال غنیمت میں جمع کرائی، سب کو بڑی حیرت ہوئی کہ اس قدر قیمتی

جواہرات اور اس غریب سپاہی کی نیت خراب نہ ہوئی، پوچھا گیا "آپ نے اس سے کچھ لیا ہے؟ فرمانے لگے "اگر خوفِ خدا نہ ہوتا تو میں یہ تھیلی آپ کے پاس لاتا بھی نہیں" پوچھا "آپ کا تعارف؟" فرمایا "میں اپنا تعارف نہیں کراتا کہ کہیں آپ لوگ میری تعریف و مدح نہ شروع کریں، تعریف کا مستحق اللہ جل شانہ ہے اور وہی مجھے میرے اس علم کا بہترین صلہ دے سکتا ہے" یہ کہہ کر چل دیا، بعض مجاہدین نے اس کا ٹھکانے تک پیچھا کیا، وہاں کے مجاہدین سے پوچھا تو انہوں نے کہا "یہ عامر بن عبد ہیں" عامر بن عبد جلیل القدر اور مشہور تابعی ہیں، جو زاہد شب زندہ دار بھی تھے اور محاذ جنگ کے مجاہد و غازی صف شکن بھی! (تاریخ طبری: ج ۴، ص: ۱۸۶)

فتح مدائن کے اسی معرکہ میں ایک اور نقاب پوش سپاہی کے ہاتھ قیمتی جواہرات سے مرصع کسریٰ کا تاج زرین آیا تو وہ اس کو اپنے دامن میں چھپا کر امیر افواج اسلامی حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کے پاس لا کر عرض کرنے لگا "ایھا الامیر! یہ کوئی بہت قیمتی چیز معلوم ہوتی ہے، یہ میں آپکے حوالہ کر رہا ہوں تاکہ بیت المال میں داخل ہو جائے" مسلمان امیر، دریائے حیرت میں ڈوب گئے، پوچھا کہ "آپکا نام؟" اس نے دروازہ کیطرف منہ کر کے اور امیر کی طرف پیٹھ کر کے کہا "جسکے لئے میں نے یہ کام کیا ہے وہ میرا نام جانتا ہے" یہ کہہ کر روانہ ہو گیا۔

جب اموی سردار مسلمہ بن عبدالمالک کو ایک قلعہ کا محاصرہ کئے کافی عرصہ گذر گیا اور کامیابی کے کوئی آثار نظر نہ آئے تو اس نے قلعہ پر دھاوا بولنے کیلئے چند جاں بازوں کا انتخاب کیا، پھر لوگوں نے دیکھا کہ ایک جوان تیروں کی بارش اور دشمن کی صفوں سے آگ برستے شعلوں میں جان ہتھیلی پر رکھا دیوانہ وار قلعہ کی طرف بڑھتا چلا جا رہا ہے اور بالآخر قلعے کی دیوار کے پاس پہنچ کر نقب لگانے میں کامیاب ہو گیا، اسلامی لشکر قلعہ میں داخل ہوا اور قلعہ فتح ہو گیا، اب ہر نگاہ اس سر فروش مجاہد کو تلاش کر رہی تھی۔ جس کے سر اس فتح و کامرانی کا سہرا تھا، مگر کوئی اسے پہچانتا نہ تھا۔ مسلمہ کے سوال پر سب نے نفی میں سر ہلایا۔ اس نے پورے لشکر کو جمع کیا اور کہا، نقب لگانے والا جانباز کہاں ہے، پورے لشکر پر سناٹا طاری ہو گیا لیکن کوئی نہ آیا، مسلمہ بن عبدالملک نے دوبارہ کہا "میں اس کو اس کے رب کی قسم دیتا ہوں کہ سامنے آجائے" اچانک ایک نقاب پوش آگے بڑھا جس کی صرف آنکھیں ظاہر تھیں، مسلمہ کے سامنے آکر کھڑا ہوا اور کہا "میں ہوں نقب لگانے والا، اگر آپ مجھے میرے رب کی قسم نہ دیتے تو میں کبھی اپنے آپ کو ظاہر نہ کرتا، اب میں بھی آپ کو آپ کے رب کا واسطہ دیتا ہوں کہ مجھ سے میرے نام کے بارے میں سوال نہ کرنا اور اگر آپ جان بھی لیں تو کسی سے ذکر نہ کرنا اسلئے کہ میں نے یہ عمل اس ذات کیلئے کیا جو مجھے آپ سے زیادہ عطا کرنے پر قادر ہے" مسلمہ بعد میں جب دعا کرتے تو کہتے اللھم اجعلین مع صاحب النقب "اے اللہ مجھے نقب والے مجاہد کے ساتھ کر دیجئے" (عیون الاخبار، ج ۱: ص: ۱۷۲)

قتیبہ بن مسلم کے لشکر میں ابن وال نامی ایک شخص غنائم کی جمع و تقسیم کی خدمت پر مامور تھا۔ ایک

مرتبہ لشکر کے امراء میں سے کسی امیر نے اس سے کہا کہ میں اپنا ایک قاصد آپکی خدمت میں بھیجوں گا تاکہ وہ غنائم میں سے میری جماعت کا حصہ وصول کر سکے۔ ابن وال قاصد کے انتظار میں رہا مگر وہ نہ پہنچا۔ اسی دوران ایک سپاہی وہاں سے گزرا تو ابن وال نے قاصد سمجھ کر اسے بلایا اور دراہم کی تھیلی سپرد کر کے کہا 'یہ لے جاؤ'' دوسرے دن امیر آیا' اس نے اپنی جماعت کا حصہ طلب کیا تو ابن وال نے کہا''وہ تو میں آپکے قاصد کے حوالے کر چکا ہوں''امیر نے کہا میں نے تو کسی کو نہیں بھیجا'' دونوں میں اختلاف ہو گیا۔ سپاہی کو جب اس بات کا علم ہوا تو وہ درہم کی تھیلی لیکر حاضر ہوا جو بدستور پہلی حالت میں تھی اور اسمیں پانچ لاکھ درہم تھے۔(مقدمات الشیخ علی الطنطاوی ص ۱۶۵)۔ ابو عمرو بن نجید چوتھی صدی ہجری کے مشہور بزرگوں میں سے ہیں' ایک مرتبہ سرحدات کی حفاظت کیلئے رقم ختم ہو گئی' امیر شہر نے اہل خیر حضرات کو ترغیب دی اور سر مجلس رو پڑے' ابو عمر بن نجید نے دو لاکھ درہم کی خطیر رقم رات کے وقت آکر انہیں دے دی' امیر نے اگلے دن لوگوں کو جمع کیا۔ تعاون کرنیوالے ابو عمرو کی تعریف کی اور کہا کہ انہوں نے مسلمانوں کی بروقت بڑی امداد کی' لوگوں کی حیرت کی انتہا نہ رہی' جب ابو عمرو اسی مجلس میں کھڑے ہو کر فرمانے لگے''وہ رقم میری والدہ کی تھی' میں نے دیتے وقت ان سے پوچھا نہیں تھا' جبکہ وہ راضی نہیں ہیں۔ لہذا یہ رقم واپس کر دی جائے۔'' امیر نے واپس کر دی' اگلی رات ابو عمرو دوبارہ رقم لیکر حاضر ہوئے اور کہا''یہ رقم لے لیں لیکن اس شرط پر کہ آپکے علاوہ کسی کو معلوم نہ ہو کہ یہ کس نے دی ہے'' امیر کی آنکھیں اشکبار ہوئیں' کہا''ابو عمرو! تم اخلاص کی کس قدر بلندی پر ہو''(طبقات کبری السبکی' ج ۳' ص ۲۲۳)

''عموریہ''روم کا سب سے مضبوط اور ناقابل تسخیر شہر تھا' مشہور عباسی خلیفہ ''معتصم باللہ'' نے اسے فتح کیا تھا' اسکے فتح کرنے کا بھی عجیب سبب ہوا' ابن اثیر نے اپنی شہرہ آفاق کتاب الکامل (جلد ۵' صفحہ ۲۷۴) میں لکھا ہے کہ ''معتصم''اپنے دربار میں حسب معمول تخت پر بیٹھا تھا کہ اسے آکر کسی نے یہ خبر دی''عموریہ میں ایک مسلمان ہاشمی عورت رومیوں کی قید میں ہے اور وہ چیخ چیخ کر اپنے مسلمان خلیفہ کو" وامعتصماہ ! " "وامعتصماہ!" کہہ کر پکارتی رہتی ہے'' معتصم نے جیسے ہی یہ خبر سنی''لبیک لبیک''کہتے ہوئے اٹھا' اسی وقت نفیر عام کا اعلان کیا' وصیت لکھی' لشکر جمع کیا' پوچھا''رومیوں کا سب سے مضبوط شہر کون سا ہے ؟''کہا گیا'' عموریہ رومیوں کا ایک ناقابل تسخیر شہر ہے' مسلمان آج تک اس کی طرف نہیں بڑھے' رومیوں کے نزدیک عموریہ' قسطنطنیہ سے بھی زیادہ عزیز ہے'' معتصم باللہ لشکر لے کر خود عموریہ کی طرف بڑھا اور ۵۵ دن کے محاصرہ کے بعد اسے فتح کیا۔ عموریہ کے محاصرہ کے دوران ایک شخص دیوار پر کھڑا ہو کر ...... العیاذ باللہ ...... نبی کریم ﷺ کی شان میں گستاخی کرتا تھا' مسلمانوں کیلئے اس سے بڑھ کر تکلیف کی بات اور کیا ہو سکتی تھی' ہر مجاہد کی خواہش تھی کہ اس منحوس کے ہلاک کرنے کی سعادت اس کے حصے میں آئے لیکن وہ تیروں اور حملوں کی زد

سے محفوظ ایسی جگہ کھڑا ہوتا جہاں سے اس کی آواز تو سنائی دیتی تھی لیکن اسے موت کے گھاٹ اتارنے کی تدبیر سمجھ میں نہ آتی تھی۔ یعقوب بن جعفر نامی ایک شخص لشکر اسلام میں ایک بہترین تیر انداز تھا' اس معلون نے جب ایک بار دیوار پر چڑھ کر شان رسالت میں گستاخی کیلئے منہ کھولا' یعقوب گھات میں تھا' تیر پھینکا جو سیدھا جا کر اس کے سینے سے پار ہوا۔ وہ گر کر ہلاک ہوا تو فضا نعرہائے تکبیر سے گونج اٹھی' یہ مسلمانوں کے لئے بڑی خوشی کا واقعہ تھا' معتصم نے اس تیر انداز مجاہد کو بلایا اور کہا "آپ اپنے اس تیر کا ثواب مجھے فروخت کر دیجئے" مجاہد نے کہا" ثواب بیچا نہیں جاتا" کہا" میں آپ کو ترغیب دیتا ہوں" اور ایک لاکھ درہم اسے دیئے مجاہد نے انکار کیا خلیفہ نے پانچ لاکھ درہم اسے دیئے' تب وہ جانباز مجاہد کہنے لگا:

" مجھے ساری دنیا دے دی جائے تو بھی اس کے عوض اس تیر کا ثواب فروخت نہیں کروں گا البتہ اس کا آدھا ثواب بغیر کسی عوض کے میں آپ کو ہبہ کر دیتا ہوں" معتصم اس قدر خوش ہوا گویا اسے ایک جہان مل گیا ہو معتصم نے پھر پوچھا" آپ نے تیر اندازی کہاں سے سیکھی ہے؟ " فرمایا بصرہ میں واقع اپنے گھر میں" معتصم نے کہا" وہ گھر مجھے فروخت کر دیں" کہنے لگا " وہ رمی اور تیر اندازی سیکھنے والے مجاہدین کیلئے وقف ہے (اسلئے اسے فروخت نہیں کیا جاسکتا) معتصم نے اس جانباز مجاہد کو ایک لاکھ درہم انعام میں دیئے (تعلیقات رسالة المستر شدین للشیخ عبدالفتاح ابی غدہ' ص : ۲۳۹)

اخلاص وللّٰہیت کے پیکر اور دنیا کے ظلمت کدوں میں ایمانی زندگی کی شمع روشن کرنے والے سر بکف مجاہدین کا یہ وہ قافلہ تھا جس نے انسانیت کے سامنے اسلامی تعلیمات کی ابدی صداقتوں کی راہ میں رکاوٹ بننے والے خاشاک غیر اللہ کو ہٹانے کیلئے اسلام کی بلند قدروں کی صحیح تصویر پیش کی' نتیجتاً امن و آشتی اور عدل و انصاف کا حامل دین اسلام ابر رحمت بن کر پورے عالم پر چھا گیا اور اس کے برکات و ثمرات سے کائنات کا ذرہ ذرہ روشن و منور ہوا۔

آج مسلمانوں کے لٹے پٹے کاروان کو ابو عمرو بن نجید اور یعقوب بن جعفر جیسے جانباز مخلصین کی کس قدر حاجت ہے' ایک مسلمان خاتون کی پکار پر لبیک کہنے والے معتصم جیسے خلیفہ کی آج عالم اسلام کو کتنی ضرورت ہے' بوسنیا' فلسطین' برما' کشمیر' چیچنیا......... اور جانے دنیا کے کتنے خطے ہیں اور روئے زمین کے نقشے پر عہد جدید کے کتنے عمورئیے ہیں جہاں مسلمان ماؤں' بہنوں کی دردناک صدائیں بلند ہو رہی ہیں' جہاں کے سناٹوں میں ان کی المناک فریادیں گونج رہی ہیں لیکن آہ! آج کوئی معتصم نہیں جو نفیر عام کا اعلان کرے' جو ان کی اشک شوئی کرے جو ان صداؤں پر" لبیک لبیک" کہتے ہوئے بے چین ہو جائے۔ ؎

ہاں دکھادے اے تصور! پھر وہ صبح و شام تو
دوڑ پیچھے کی طرف اے گردش ایام تو

جذباتِ محبت

بموقع تقریب شادی خانہ آبادی برادر محترم

حافظ راشد الحق سمیع حقانی

مدیر ماہنامہ الحق دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک ' بتاریخ ۱۰ نومبر ۲۰۰۰ء

از ! حافظ محمد ابراہیم فانیؔ

آ گیا وہ لمحہء گلبار و وقت بہتریں
واسطے جس کے رہی یوں منتظر جان حزیں
یہ نوید نو عروسی یہ پیام عنبریں
لائق صد ناز و تمکیں قابل صد آفریں

بزم حقانی پہ آئی پھر بہار اندر بہار
فصل گل کا یہ چمن ملجا ہو ماویٰ بار بار
ہر گل تازہ ہو اس کا رشک جنت باوقار
ہر قدم پر اس پہ نازل لطف رب العالمیں

غرق دریائے سرور و کیف ہے یوں سر بسر
آج مولانا سمیع الحق مدیر دیدہ ور
کس قدر رخشندہ تر ہیں واہ یہ شمس و قمر
غازۂ فطرت سے رخسار شفق ہے احمریں

رنگ الفت ذوق شکر رب ہے گویا آشکار
چار سو خوشیوں کے نغمے کیف عشرت کا خمار
سنبل و ریحاں سے پرہے آج دامان بہار
نغمہ زن ہیں وجد میں حورانِ فردوس بریں

آج شادی ہے یہ راشد حافظ قرآن کی
اور خوشیاں ہیں دو بالا عامد ذیشان کی
روح ہوگی شاد کتنی آج دادا جان کی
دل کشا ہے اب فضائے گل گشت ہے روئے زمیں

دائماً خوشیاں ہوں یہ قائم نہ ہو اس کی توحد
یہ گلستان تازہ تر ہو یا الٰہی تاابد
سالِ ھجری یک ہزار وبست ویک برچار صد
سیزدہ .. از ماہ شعبان روزِ جمعہ رابہیں

کس قدر ہے باعث صد خیر و برکت یہ برس
تابکے یہ دل رہے گا قیدی بند قفس
ہر طرف شور مبارک باد ہے اے ہم نفس
چار جانب ہیں خوشی کے زمزمے اے ہم نشیں

باعث تسکین جاں ہو اب یہ دلہن کا ورود
وجہ آرام جگر ہو یاالٰہی یا ودود
بہر راشد اللہ اللہ اس عروسہ کا وجود
ہو اسی سے رونق خانہ دو بالا اے متیں

لمحہ لمحہ ہر گھڑی ہو تم پہ رحمت کا نزول
بخش دے دلہن کو مولا سیرت زہرہ بتول
ہیں یہ جذبات محبت گریہ ہوجائیں قبول
اے خوشا یہ سنت والائے ختم المرسلیں

نو عروسی کا یہ جوڑا چشم بد سے الاماں
مشتری و ماہ کا سعدین کا گویا قراں
اور آثار سعادت اس خوشی سے ہیں عیاں
اللہ اللہ یہ نصیبہ ہمسر ماہ مبیں

یہ خوشی ہو وجہ عز وجاہ و عظمت ہر قدم
پیش کرتے ہیں مبارکباد تجھ کو دم بدم
باخلوص و بامحبت اے مدیر محترم
جامعہ حقانیہ الحق کے جملہ قارئیں

یہ مرے اشعار ہیں گویا تیرے سہرے کے پھول
اس کے رنگوں میں مرے خونِ جگر کا ہے شمول
فانی عاجز کی جانب سے یہ تحفہ ہو قبول
ہے بہار آگیں سدا اس پر خزاں آتی نہیں

جناب شفیق فاروقی

دارالعلوم کے شب وروز

جلسہ دستاربندی و تقریب ختم بخاری شریف :

مورخہ ۲۶ اکتوبر ۲۰۰۰ کو طے شدہ پروگرام کے مطابق دارالعلوم حقانیہ میں تقریب ختم بخاری شریف اور جلسہ دستاربندی کا انعقاد ہوا۔ حسب روایت اس سال بھی اسی مبارک تقریب میں ہزاروں افراد نے شرکت کی بلکہ ایک محتاط اندازے کے مطابق حاضرین کی تعداد ایک لاکھ اس سے تجاوز ہو گئی تھی۔ اس موقع پر ۷۰۰ سے زائد فضلاء اور حفاظ کرام کی دستاربندی ہوئی اس دفعہ سیکورٹی کا انتظام بھی سخت کر دیا گیا تھا کیونکہ انہی دنوں کچھ ایسی افواہیں پھیلا دی گئی تھیں کہ جلسہ دستاربندی کے موقعہ پر تخریب کاری کا اندیشہ ہے چنانچہ پولیس کی بھاری جمعیت کے ساتھ حرکۃ الجہاد الاسلامی کے چاق وچوبند کارکن مختلف مقامات پر تعینات کر دیئے گئے تھے جنہوں نے اپنی ڈیوٹی بطریقہ احسن انجام دی۔

نماز ظہر کے بعد باقاعدہ تقریب کا آغاز ہوا سب سے پہلے حضرت مہتمم صاحب مدظلہ نے بخاری شریف کی آخری حدیث پر سیر حاصل خطاب فرماتے ہوئے فضلاء کو اپنی نئی ذمہ داریاں سنبھالنے کے لئے تیار رہنے کی تلقین کی۔ عالم عرب کے مشہور ٹی وی چینل الجزیرہ کا نمائندہ بھی آیا تھا جس نے اس تمام جلسہ کی خفیہ رپورٹنگ کی اور پھر ٹی وی پر اس کو نمایاں انداز میں پیش کیا۔ علاوہ ازیں دیگر غیر ملکی شخصیات اور اہم افراد بھی بطور خاص اس جلسہ میں شرکت کے لئے اکوڑہ خٹک تشریف لائے تھے اور افغانستان سے امارت اسلامیہ کی طرف سے ایک اعلیٰ سطحی وفد آیا تھا جو کہ طالبان حکومت کے اہم عہدہ داران پر مشتمل تھا۔ علاوہ ازیں آئی ایس آئی کے سابق سربراہ جنرل حمید گل اور نیشنل عوامی پارٹی کے سربراہ اجمل خٹک نے بھی شرکت کی ان ہر دو حضرات نے اس عظیم الشان جلسہ سے خطاب بھی کیا۔ یہاں اخبارات میں شائع شدہ رپورٹ پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

"امریکہ افغانستان پر حملے سے باز رہے اگر امریکہ افغانستان پر حملہ کرتا ہے تو اس کے خلاف جہاد فرض ہو جائے گا۔ فلسطین کا جہاد امت مسلمہ پر واجب ہو چکا ہے بالخصوص عربوں کو فلسطینی مجاہدین کی مدد کرنا چاہیے کشمیریوں کی مدد پورے عالم اسلام کی ذمہ داری ہے۔ پاکستان میں اسلامی انقلاب کے لئے پاکستانی طالبان متحد ہو کر اٹھ کھڑے ہوں۔ ان خیالات کا اظہار جمعیت علماء اسلام اور دارالعلوم حقانیہ کے سربراہ مولانا سمیع الحق نے یہاں جامعہ دارالعلوم حقانیہ کے عظیم الشان جلسہ دستاربندی اور ختم بخاری شریف میں آخری حدیث

کا درس دینے کے بعد فارغ التحصیل فضلاء اور اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کیا انہوں نے کہا کہ مغرب امریکہ اور سارے یہود و نصاریٰ ملت مسلمہ اور عالم اسلام کے خلاف نئی صف بندی کر چکے ہیں ان کا مقابلہ اسلامی ممالک کے حکمران سیاستدان اور جرنیل نہیں بلکہ دینی مدارس سے وابستہ علماء طلبا دینی اور جہادی قوتوں نے کرنا ہے۔ اسلیئے ہمیں بھی نئے سرے سے صف بندی کرنی ہوگی۔ مولانا سمیع الحق نے کہا کہ صرف علماء اور طلباء اور مشائخ کے لحاظ سے پاکستان کے اس بڑے اجتماع میں پاکستان اور افغانستان سے ایک لاکھ سے زائد افراد نے شرکت کی۔ فارغ التحصیل ہونے والے ایک ہزار علماء فضلاء حفاظ قرآن کی دستار بندی اور الوداعی تقریب میں بڑے رقت آمیز اور جذباتی مناظر سامنے آئے وقفے وقفے سے ایک لاکھ کا مجمع چیخ و بکا میں ڈوب جاتا۔ مولانا سمیع الحق نے زندگی کے پر خار میدانوں میں فتنوں کا سامنا کرنے والے فضلاء سے کہا کہ آپ کے سروں پر پگڑی پھولوں کی سیج نہیں بلکہ ذمہ داریوں کے پہاڑ رکھے جا رہے ہیں۔ عالم کفر سارا آپ کے خلاف میدان میں اتر چکا ہے۔ آپ نے ایمان و یقین جہاد و عزیمت اور تدبر و فراست سے چیلنجوں کا سامنا کرنا ہے۔ افغانستان کے حکمران طالبان کے رہنماؤں، وزراء اور ہزاروں افغانی طالبان کو خبردار کرتے ہوئے کہا کہ ساری دنیا کی نظریں آپ پر لگی ہوئی ہیں آپ نے اسلام کے عادلانہ فلاحی نظام کے قیام میں ہر ممکن احتیاط سے کام لینا ہوگا ورنہ دشمن آپکی کسی بھی خامی کو اسلامی نظام کی ناکامی کے طور پر پیش کرے گا۔ اور صدیوں تک اسلامی نظام کی راہیں محدود ہو جائیں گی۔ انہوں نے کہا کہ پوری ملت کفر طالبان کے خلاف ایک ہو چکی ہے مگر طالبان کو اللہ کی نصرت پر جب تک یقین کامل ہوگا غلبہ اور فتح ان کے قدم چومے گی۔

مولانا سمیع الحق نے فلسطین میں اسرائیلیوں کے مظالم اور امریکہ کی منافقانہ چالوں کو طشت ازبام کرتے ہوئے کہا کہ پوری ملت کو اس کی حفاظت اور تقدس کیلئے اٹھنا چاہیے کہ جہاد فرض ہو چکا ہے۔ مولانا سمیع الحق نے امریکہ کو وارننگ دی کہ اگر اس نے ایک بار پھر اسامہ بن لادن کی آڑ میں افغانستان پر حملہ کیا تو پوری ملت بالخصوص پاکستان اور افغانستان کے علماء ان کے خلاف اعلان جہاد کر دیں گے۔ پھر کسی بھی امریکی یہودی اور عیسائی کو کہیں بھی پناہ نہیں ملے گی۔ دارالعلوم حقانیہ کے نائب مہتمم مولانا انوار الحق نے افتتاحی خطاب میں ملک و بیرون ملک کے گوشہ گوشہ سے آنے والے علماء کا خیر مقدم کیا اور کہا کہ دارالعلوم کے استاد حدیث ڈاکٹر مولانا شیر علی شاہ نے خطاب کرتے ہوئے علماء اور فضلاء کو ان کی نازک ذمہ داریوں پر توجہ دلائی اور تمام مسلمانوں سے دارالعلوم کے استحکام اور ترقی کے لئے اپنا فرض ادا کرنے کی اپیل کی ۔ اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے تحریک طالبان کے مرکزی رہنما اور امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد کے خاص قاصد وفاقی وزیر تعلیم و تربیت مولانا محمد امیر خان متقی نے کہا کہ آج ہمارے شہداء اور سینکڑوں فضلاء حقانیہ کی قربانیوں کے نتیجہ میں

افغانستان اسلامی نظام نافذ ہے۔ آج ہم انہیں خراج عقیدت پیش کرتے ہیں دارالعلوم حقانیہ نے ہمیں علم کی روشنی کے ساتھ ایمان و جہاد کے نور سے آراستہ کیا۔ انہوں نے علما اور طلباء کو اس نازک موقع پر اپنی مسولیت سے عہدہ بر آہ ہونے کی اپیل کی۔ انہوں نے کہا کہ امریکہ کی دھمکیاں ہماری کچھ بگاڑ نہیں سکتیں۔ اللہ تعالیٰ کی امداد پر بھروسہ ہے کفر کی ساری دنیا کو ہمارے ساتھ نہیں بلکہ اسلامی نظام کے ساتھ دشمنی ہے۔ اکوڑہ خٹک کی سیاسی وادبی شخصیت جناب محمد اجمل خٹک نے شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ اور مولانا سمیع الحق کو منظوم خراج عقیدت پیش کیا اور کہا کہ نور ہدایت کی شعاعیں حقانیہ سے عالم میں پھیل رہی ہیں۔ اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے آئی ایس آئی کے سابق سربراہ جنرل حمید گل نے کہا کہ میری زندگی کا بڑا اعزاز ہے کہ میں گلشن حقانیہ کے شگفتہ پھولوں سے خطاب کر رہا ہوں۔ پاکستان اور افغانستان یک جاں اور دو قالب ہے۔ ساری دنیا عالم اسلام کے خلاف صف آرا ہو چکی ہے۔ افغانستان کے طالبان نے حمیت و خوداری کی بے مثال روایات زندہ کی ہیں۔ امریکہ کے سامنے طالبان کا ڈٹ جانا اس ادارہ کی تربیت کا نتیجہ ہے۔ آج جہاد کا جذبہ ایٹمی سائے میں پروان چڑھ رہا ہے ہماری نظریں طالبان کی طرف اٹھی ہوئی ہیں اور چاہتے ہیں کہ مکمل طور پر اسلام کا حسین نقشہ دنیا کے سامنے پیش کر سکیں۔ اس تاریخی اجتماع میں جنرل پرویز مشرف سے مکمل اسلامی نظام نافذ کرنے اور اسلام دشمن این جی اوز اور کیبل نیٹ ورک پر پابندی لگانے کا مطالبہ کیا۔ جلسہ کے اختتام پر دارالعلوم حقانیہ کے سابق شیخ الحدیث مولانا مفتی محمد فرید اور شیخ الحدیث مولانا مغفور اللہ صاحب نے پر سوز دعاؤں سے فضلاء اور حاضرین کو نوازا۔ جس میں پورے عالم اسلام کے دعائیں کی گئیں۔"

دارالعلوم کے سالانہ امتحانات

مورخہ ۲۱ اکتوبر ۲۰۰۰ء کو دارالعلوم کے زیر اہتمام تمام درجات کے سالانہ امتحانات ہوئے۔ یہ امتحانات ۲۱ اکتوبر سے لے کر ۲۵ اکتوبر تک جاری رہے۔ جس میں طلبہ نے انتہائی نظم و نسق کا مظاہرہ کیا اور اساتذہ کرام کی ہدایات کے مطابق بھرپور محنت کی اسکے بعد وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے زیر انتظام امتحانات مورخہ ۲۸ اکتوبر ۲۰۰۰ کو شروع ہوئے۔ اور ۲ نومبر تک جاری رہنے کے بعد بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوئے۔

غیر ملکی ذرائع ابلاغ کی مسلسل آمد

مشہور سکالر اور تجزیہ نگار خاتون میناتجی ۵ نومبر ۲۰۰۰ بروز اتوار کو دارالعلوم تشریف لائیں۔ آپ نے مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ سے بات چیت بھی کی۔ آپ نے دارالعلوم حقانیہ کا معائنہ کیا۔ برٹش ہائی کمیشن کے پولیٹیکل سیکرٹری رچرڈ نکسن بھی تشریف لائے اور حضرت مولانا کے ساتھ افغانستان اور عالمی صورت حال پر تبادلہ خیال کیا اس کے علاوہ حسب سابق میڈیا سے

تعلق رکھنے والے جاپان' یورپ' برطانیہ اور نیدر لینڈ کے کئی ٹیمیں بھی دار العلوم آئیں اور اکثر نے مولانا سمیع الحق سے مفصل انٹرویو ریکارڈ کیئے۔

دورہ تفسیر ودورہ میراث :

اس سال بھی حسب دوران تعطیلات دار العلوم میں دورہ تفسیر شروع ہے حضرت شیخ الحدیث مولانا مغفور اللہ صاحب مدظلہ یہ دورہ پڑھا رہے ہیں گزشتہ چند سالوں سے یہ دورہ شیخ الحدیث حضرت مولانا ڈاکٹر سید شیر علی شاہ صاحب مدظلہ پڑھا رہے تھے لیکن اس سال امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد مدظلہ کی دعوت اور اصرار پر آپ دورہ تفسیر کے لئے صرف دوران تعطیلات عارضی طور پر قندہار چلے گئے اور وہاں پر طلبہ کی بہت بڑی تعداد اس میں شرکت کر رہی ہے۔ طلبہ کے ذوق و شوق کو دیکھتے ہوئے پھر امیر المومنین کی خواہش پر آپ طالقان تشریف لے گئے اور اب وہاں پر گویا محاذ جنگ میں دورہ تفسیر پڑھا رہے ہیں۔

دار العلوم میں ایام تعطیل یہ معمول رہا کہ دورہ تفسیر کے ساتھ ساتھ دورہ میراث کا بھی اہتمام ہوتا ہے اور یہ دورہ حضرت مفتی سیف اللہ صاحب مدظلہ پڑھاتے ہیں چنانچہ اب بھی مفتی صاحب سراجی کا درس دیتے ہیں۔

امریکہ میں مقیم پاکستانی ڈاکٹر امجد حسین کی دار العلوم تشریف آوری :

گزشتہ دنوں امریکہ میں مقیم پاکستانی دانشور اور تجربہ کار ہارٹ سپیشلسٹ خیبر میڈیکل کالج پشاور کے پروفیسر ڈاکٹر اعجاز صاحب کی معیت میں دار العلوم تشریف لائے۔ انہوں نے حضرت مہتمم صاحب مدظلہ سے تفصیلی ملاقات کی اور طالبان افغانستان کے متعلق آپ سے انٹرویو کیا۔ موصوف امریکہ میں طالبان تحریک کے زبردست حامی ہیں۔ دار العلوم حقانیہ اور اس موقع پر مولانا سمیع الحق اور تحریک طالبان کے خلاف کے جو مضامین اور خبریں وہاں اخبارات میں آتی ہیں آپ اس کا بھرپور جواب اپنے کالموں میں دیتے ہیں۔ انہوں نے دار العلوم حقانیہ کے تمام شعبہ جات کا معائنہ کیا۔ اور کہا کہ میں کئی دفعہ اس روڈ پر گزرا ہوں مگر مجھے اس ادارہ کی وسعت کا ایسا علم نہ تھا اب یہ ادارہ دیکھا اور اس کے تمام شعبے دیکھے تو میں اس سے بہت متاثر ہوا۔ اللہ تعالیٰ اس ادارہ کو ان شاء اللہ مزید ترقیات سے نوازے گا۔

افغانستان کے سفیر عبد السلام ضعیف صاحب کی دار العلوم آمد :

اسی دوران امارت اسلامیہ افغانستان کے نامزد سفیر برائے اسلام آباد اور تحریک طالبان کے اہم رہنما مولانا عبد السلام ضعیف صاحب تشریف لائے اور حضرت مہتمم صاحب کے ساتھ عالمی حالات کے تناظر میں افغانستان کی صورت حال پر تفصیلی گفتگو کی۔

مولانا محمد ابراہیم فانی

تعارف و تبصرہ کتب

زاد لمنتهی شرح سنن الترمذیؒ (عربی) زعیم الاسلام مولانا مفتی محمود رحمہ اللہ
تحقیق و تعلیق : شیخ التفسیر والحدیث علامہ ڈاکٹر سید شیر علی شاہ صاحب مدظلہ'
ضخامت : ۴۸۸ صفحات۔ قیمت : درج نہیں ناشر : مکتبہ الجہاد اکوڑہ خٹک

....

مفکر اسلام حضرت مولانا مفتی محمود صاحب قدس سرہ کی شخصیت و عبقریت محتاج تعارف و تعریف نہیں۔ جہاں سیاسی میدان میں آپ کی قیادت و سیادت مسلم تھی وہاں علمی و تحقیقی دنیا میں آپ کا منفرد مقام تھا فقہی جزئیات اور ادق مسائل میں آپ کی فقہیانہ شان قابل رشک تھی۔ مگر اس کے ساتھ ساتھ آپ کی محدثانہ جلالت قدر عظمت کی بلندیوں پر فائز تھی آپ نے ایک طویل عرصہ تک مسند افتاء اور حدیث کو زینت بخشی۔ اس عرصہ میں آپ کے قلم سے ہزاروں تحقیقی فتاویٰ اور علمی جوابات معرض وجود میں آئے۔ جس سے آج ایک دنیا مستفید ہو رہی ہے۔ علم حدیث کی مشہور کتابیں سنن ترمذی شریف اور صحیح بخاری شریف قاسم العلوم ملتان میں آپ کی زیر تدریس رہیں جس کی وجہ سے طلباء کا ایک جم غفیر اس شمع علوم ہو یہ علی صاحبہا الف الف تحیہ کے گرد ہوتا۔ اور اس چشمہ ھدی اور عین صافیہ سے اپنی علمی تشنگی بجھاتے۔

زیر تبصرہ کتاب اس عبقری شخصیت کے وہ امالی ہیں جو دوران تدریس ترمذی شریف جمع کیے گئے۔ حضرت مفتی صاحب قدس سرہ نے فصیح عربی زبان میں اس پر تحقیق کی اور انتہائی امعان نظر کے ساتھ اس کا مجموعہ تیار کیا۔ حضرت مرحوم نے اپنی تمام تر سیاسی مصروفیات کے باوجود اس کی طرف اپنی توجہ مرکوز رکھی حتی کہ جب تحریک نظام مصطفیٰ کے دوران جس کی قیادت کا سہرہ آپ کے سر باندھا گیا تھا آپ پس دیوار زنداں ہوئے۔ تو آپ نے یہ موقعہ فرصت جانا اور جیل میں بھی اس کی تسوید و تصحیح میں مشغول رہے آپ کی یہ شدید خواہش تھی کہ یہ مجموعہ آپ کی زندگی اور حیات مستعار ہی میں معرض اشاعت و طباعت میں آئے مگر افسوس کہ زندگی نے وفا نہ کی اور اس کی اشاعت و طباعت سے قبل ہی آپ نے داعی اجل کو لبیک کہا اور عربی شاعر کے مصرعہ کے مصداق فکم من حسرة تحت التراب آپ اپنی یہ دیرینہ آرزو اپنے سینے میں لئے راہی عالم بالا ہوئے اس کے بعد یہ مجموعہ جس کا اہل علم کو شدید انتظار تھا آپ کے فرزند ارجمند مولانا فضل الرحمان صاحب

مد ظلہ کے ہاتھ آیااور آپ نے اس کی تحقیق و تعلیق کے لئے حضرت مولانا مفتی محمد ولی حسن صاحب نور اللہ مرقدہ کا انتخاب کیا۔ مفتی صاحب نے اس کی تحقیق و تعلیق پر اپنے تمام علمی و تدریسی مصروفیات کے باوجود توجہ مرکوز کی مگر اس دوران آپ پر فالج کا حملہ ہوا اور یوں اس عظیم شرح پر کام معرض التواء میں پڑ گیا۔ بعد ازاں مولانا فضل الرحمان صاحب مد ظلہ نے یہ عظیم خدمت استاذ نا المکرّم مجاہد کبیر شیخ التفسیر والحدیث حضرت مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہ صاحب مد ظلہ کے سپرد کی اور یوں قرعہ فال آپ کے نام نکلا۔ آپ نے بھی اپنی تمام علمی تحقیقی تدریسی اور جہادی مصروفیات و مشاغل کے باوجود شب و روز محنت شاقہ سے کام لے کر اس کی تحقیق و تعلیق کا کام بطریق احسن انجام دیا۔ اور آج اپنے وقت کے جلیل القدر امام عزیمت کی وقیع شرح سنن ترمذی اپنے عہد کے مسلم شیخ الحدیث کے ہاتھوں اس کی ایک جلد مکمل ہو کر زیور طباعت سے آراستہ ہوئی۔

ابتداء میں استاذ نا المحترم علامہ ڈاکٹر سید شیر علی شاہ صاحب مد ظلہ کا مبسوط فصیح عربی میں ایمان پرور مقدمہ ہے جس میں حضرت مفکر اسلام مولانا مفتی محمود صاحب رحمہ اللہ کے مفصل احوال و آثار ہیں۔ جس کے مطالعہ سے حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ کی شخصیت اور عبقریت اجاگر ہو جاتی ہے اور عربی زبان کی طراوت و حلاوت اس پر مستزاد۔

بطور تبرک ڈاکٹر صاحب مد ظلہ کے اس وقیع مقدمے سے چند اقتباسات یہاں قارئین کے ذوق مطالعہ کی تصقیل و جلا کے لئے پیش کئے جاتے ہیں۔

وقد نجح المفتی محمود فی الاصوات فی سابع من دسمیرسنة ۱۹۷۰م نجاحاً لا مثل له فی باکستان و کان فی مقاومته ذوالفقار علی بوتو الذی انفق اموالاً کثیرة واستعمل رجال الحکومة ولکنه و رسب فی الاصوات وفاذ المفتی بذیادة ثلاثة عشر الف صوت ..... واستسلم بوتو معترفا بقوله بانی لااقوم ابداً فی الاصوات ضدالمفتی محمود مع ان السفیر الامریکی المتعین فی اسلام آباد مسترفارلیند کان یسعیٰ لیلا ونهارا مع رجاله فی تضلیل الناس ضد المفتی محمود وانفق اموالاً باهضة ولکن الله تعالیٰ نضر وجوه العلماء والمحدثین وسود وجوه اعداء العلماء و رجال الدین...... کان اصولیا حافظاً لاصول الفقه وفقیهاً عبقریا یسرو اقوال الائمة الاربعة بالادلة و محدثاً المعیاً یشرح الاحادیث شرحاً وافیا ومفسراً عملا قایفسر القرآن بالقرآن وبالا حادیث و باقوال الصحابة والتابعین متجرافی المسائل النحویه والبلاغیه والمسائل المنطعیة والفلسفة وخطیباً بلیغاً یجذب القلوب بخطبه الذهبیة ومحاضراً متیناً یلقی المحاضرات الساعات الطویلة من ذاکراته الواعیة ومفتیاً عظیماً یفتی علی المسائل الحویصة و المسائل الجدیدة وسیاسیاً اسلامیا الخ

قل ان یجود الزمان بامثالھم من نوادر الزمان وعجائب الدھر کان ھمہ الوحید ھم الاخرۃ کان یسعی لیلا و نھارا بان یدیٰ بام عینیہ النظام الشرعی فی ربوع باکستان"

اسی طرح ابتداء میں مولانا فضل الرحمان صاحب مدظلہ کے دو صفحات اس شرح کے پس منظر کے متعلق ہیں آخر میں ہم ان ہر دو حضرات علامہ ڈاکٹر سید شیر علی شاہ صاحب مدظلہ اور مولانا فضل الرحمان صاحب مدظلہ کو اعماق قلوب اور دل کی گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتے ہیں کہ انہوں نے نہ صرف اہل علم پر بلکہ تمام امت پر بہت بڑا احسان کیا ہے اور ان شاء اللہ محدثین و فقہاء مفتین کرام اور مدرسین و طلبہ حضرات اس کو حرز جاں سمجھ کر استفادہ کی کوشش کریں گے اور صاحب شرح کی عبقریت کو دیکھتے ہوئے اس کی نفیس تحقیقات اور علمی تدقیقات سے حظِ وافر حاصل کریں گے۔

الکنز المتواری فی معادن لامع الدداری وصحیح البخاری

تالیف: شیخ الحدیث برکۃ العصر حضرت مولانا محمد زکریا صاحب قدس سرہ

ناشر: موسستہ الخلیل الاسلامیہ فیصل آباد پاکستان۔

علماء دیوبند کثر اللہ سوادھم نے بر صغیر میں علوم دینیہ کی جو خدمت کی ہے اس پر ایک عالم شاہد عدل ہے۔ علوم قرآنیہ و نبویہ کی ترویج و اشاعت میں اکابرین دیوبند نے اپنی زندگیاں تج دیں اور آج دنیا کے سامنے انکی تحقیقات اور تدقیقات کا ایک بیش بہا ذخیرہ موجود ہے جس سے علماء و مفتین محدثین و مفسرین مدرسین اور طلبہ یکساں مستفید ہو رہے ہیں علاوہ ازیں عامۃ المسلمین کے استفادے کے لئے عام فہم زبانوں میں ان کی کتابیں تصحیح عقائد و اعمال کے لئے مشعل راہ ہیں۔

ہمارے ان برگزیدہ اکابرین دیوبند میں ایک عظیم نام برکۃ العصر ریحانۃ الہند، شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریاؒ کا بھی ہے جس کے اسم گرامی سے دنیا کا چپہ چپہ واقف ہے کیونکہ آپ کی مشہور عالم تبلیغی نصاب جس کو اب فضائل اعمال سے یاد کیا جاتا ہے اور دنیا کی بیشتر زبانوں میں اس کے تراجم ہوئے ہیں۔ عالم کے کونے کونے میں یہ کتاب پہنچ چکی ہے۔ اور ہزارہا افراد کو اللہ نے اس سے ہدایت نصیب فرمائی۔ اس کے ساتھ ساتھ علمی دنیا پر آپ کا یہ عظیم احسان ہے کہ احادیث کی صحیح ترین کتاب بخاری شریف کے تراجم اور ابواب کی شرح بھی آپ کے قلم معجز رقم سے آئی ہے اور ان تراجم بخاری کے متعلق علماء نے لکھا ہے کہ فقہ البخاری فی تراجمہ۔ حضرت شیخ الحدیث کی اسی شرح کے بارے میں محدث عصر حضرت الشیخ مولانا محمد یوسف بنوریؒ نے فرمایا کہ حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحبؒ نے ابواب و تراجم بخاری کے حل کا قرضہ پوری امت کی طرف سے ادا کر دیا ہے

اسی طرح درس بخاری پر حضرت گنگوہیؒ کے افادات جو کہ آپ کے والد گرامی قدر مولانا محمد یحییٰ صاحب قدس سرہ نے جمع کرائے تھے لامع الدراری کے نام سے وہ کتاب کافی عرصہ سے مطبوعہ چلی آرہی ہے اس پر تحقیق و تعلیق و حواشی کا شرف بھی حضرت شیخ الحدیث کو حاصل ہے علاوہ ازیں آپ نے ایک عرصہ تک بخاری شریف تدریس کی ہے اور آپ کے آمالی کی کئی جلدیں منصۂ شہود پر آئی ہیں۔ بخاری شریف کے متعلق یہ کام چونکہ متفرق طریقے سے کیا گیا تھا۔ ضرورت اس امر کی تھی کہ اس کو جمع کر کے ایک کتاب کی شکل میں یکجا کیا جائے۔

زیر تبصرہ کتاب میں حضرت الشیخ کا یہ تمام کام یکجا کیا گیا ہے۔ اور اس میں ترتیب کچھ اس طرح سے رکھی گی ہے کہ پہلے خانے میں مکمل متن بخاری شریف دوسرے میں مسلسل متن لامع الدراری جو کہ امام ربانی حضرت گنگوہیؒ کی تقریر ہے اور تیسرے خانے میں حضرت الشیخؒ کے وہ تمام حواشی دیئے گئے ہیں اور اس میں جا بجا جو تکرار تھا وہ ختم کر دیا گیا ہے البتہ تقریر بخاری شریف سے جو کہ اردو زبان میں ہے اضافہ جات اس میں منتقل کر دیئے گئے ہیں تاکہ حضرت الشیخ کے افادات مکمل اور جامع شکل میں یکجا ہو سکیں۔ اور تشریح طلب مواضع کے حل کے لئے آپ کی دوسری کتابوں اور مراجع کی طرف رجوع کیا گیا ہے۔

فی الحال اس مبارک شرح کی صرف دو جلدیں آئی ہیں اور توقع ہے کہ اس کی کل جلدیں ۲۲ سے ۲۵ تک ہو جائیں گی۔ پہلی جلد در حقیقت اس ضخیم شرح کا مقدمہ ہے جس میں حضرت الشیخ نے لامع الدراری کے لئے جو مقدمہ لکھا تھا اور الابواب والتراجم کے لئے حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ کے پیش لفظ کے ساتھ ساتھ حضرت بنوریؒ کا دیباچہ جو کہ آپ نے لامع الداری کیلئے تحریر فرمایا تھا یہ مبسوط مقدمہ پیش لفظ اور دیباچہ اسی ایک جلد میں سمو دیئے گئے ہیں علاوہ ازیں مولانا جمیل احمد مظاہریؒ کا ایک معلومات آفرین مقالہ بھی ہے جو کہ شیوع علم الحدیث فی الهند و بعض رجاله کے عنوان سے معنون ہے بھی شامل اشاعت ہے جبکہ دوسری جلد میں بخاری شریف کی کتاب الوضوء تک کی شرح آئی ہے۔ صفحات جلد اول ۵۱۰۔ جلد ثانی ۴۰۸۔ اب یقین سے کہا جا سکتا ہے کہ یہ شرح شروح بخاری میں ایک ایسا اضافہ ہے جس سے دنیا میں کوئی بھی شیخ الحدیث یا بخاری شریف پڑھانے والا صرف نظر نہیں کر سکتا۔

مؤسستہ الخلیل اسلامک فاؤنڈیشن نے اس کتاب کو نہایت ہی اعلیٰ اور خوبصورت انداز میں شائع کیا ہے۔ اور ہماری دعا ہے کہ اس کی دوسری جلدیں بھی اسی انداز اور معیار میں منصۂ شہود پر آجائیں۔ امین

﴾الاختر ٹرسٹ انٹرنیشنل﴿

زیر پرستی عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم **محمد اختر** صاحب دامت برکاتہم

جن منصوبوں پر بحمداللہ کام ہورہا ہے

☆ مجاہدین فی سبیل اللہ کی مالی اعانت
☆ سیلاب زدگان کی بروقت امداد
☆ دینی مدارس و مساجد کی تعمیر و توسیع
☆ تھر کے قحط زدہ علاقہ میں کنوؤں کی کھدائی کا انتظام
☆ ایمبولینس اور میت گاڑی کا انتظام
☆ مختلف زبانوں میں دینی کتابوں کی اشاعت اور مفت تقسیم

جن منصوبوں پر کام شروع کرنیکا ارادہ ہے

☆ نادار، یتیموں اور مساکین کو قیام، طعام، لباس اور تعلیم کی سہولتیں
☆ معذور بے سہارا علماء اور دیندار افراد کیلئے ماہوار وظیفہ کا انتظام
☆ کراچی میں ہسپتال اور بلڈ بینک کا قیام
☆ غریب بیواؤں اور ستم رسیدہ عورتوں کی کفالت
☆ تھر کے آفت زدگان کیلئے میڈیکل سنٹر کا قیام

یہ کام پچھلے کئی سال سے اہل خیر حضرات کے تعاون سے جاری وساری ہیں لیکن عامۃ الناس کے اصرار پر کہ فلاحی اور رفاہی کاموں میں انکی شرکت کو بھی یقینی بنایا جائے اسلئے اب اسے ایک باقاعدہ ادارہ کی شکل دے دی گئی ہے تاکہ جو چاہے اپنے لئے، اپنے عزیز واقارب و مرحومین کیلئے آخرت کا سامان پیدا کر سکے۔

چیک اور ڈرافٹ کیلئے: الاختر ٹرسٹ انٹرنیشنل (رجسٹرڈ)۔ اکاؤنٹ نمبر **cd 1961-48** حبیب بینک لمیٹیڈ شاہنواز مارکیٹ برانچ، گلشن اقبال کراچی۔ **مرکزی دفتر:** حضرت مولانا حکیم محمد مظہر صاحب دامت برکاتہم، مہتمم جامعہ اشرف المدارس، خانقاہ امدادیہ اشرفیہ و جامعہ اشرف المدارس گلشن اقبال ۲، کراچی۔

Ph: 4981958-4975758-4975658 Fax:4967955 | Email Add: alakhtartrust@hotmail.com

برائے رابطہ: ☆ مسجد اشرف سندھ بلوچ سوسائٹی، گلستان جوہر بلاک ۱۲ 8124143 ☆ مسجد حفصہ سورتی مسلم کوآپریٹیو ہاؤسنگ سوسائٹی، ماڈل کالونی ملیر 4516800 ☆ اشرفی مسجد نزد کلفٹن پلے لینڈ، کراچی ☆ مولانا عبدالرحمان صاحب، جامع مسجد روال ہل پارک، بلاک نمبر ۶ کراچی 4521460 ☆ صوفی شمیم احمد صاحب، نیو شمیم احمد جیولرز، دوکان نمبر 10، علی سنٹر بالمقابل سن شائن سویٹ طارق روڈ، کراچی۔ 4532167 Fax: 4537915 ☆ فیروز عبداللہ میمن صاحب، مری فوڈ انڈسٹری، ایکسپورٹ پروسسنگ زون لانڈھی کراچی۔ 5082212-13 Fax: 5082214 ☆ شفیق سنز، دوکان نمبر ۱۰۱ بوہری بازار، صدر کراچی۔ 5677101, 5673366 ☆ حافظ محمد سعود صاحب مکان نمبر 10/15 -11-c ناظم آباد ۲، کراچی۔ 6688080 ☆ حافظ عبدالناصر مکان نمبر ۱۰۰، نزد مسجد نور کالج روڈ، محلہ سادات نوالہ پاک پتن شریف، 0443-2259 ☆ مولانا جلیل احمد اخون صاحب مدرسہ جامع العلوم، عیدگاہ بہاولنگر، 0631-72378, 74100 Fax 74378 ☆ صوفی عبدالمقیم صاحب، یادگار خانقاہ امدادیہ اشرفیہ، جامع مسجد قدسیہ نزد چڑیا گھر شاہراہ قائداعظم، لاہور، 042-6370371, 6373310 ☆ قاری اشرف صاحب، مسجد بیت المکرم، عزیز آباد، میرپور خاص۔ ☆ جناب نصیر احمد صاحب، مدرسہ بیت العلوم، ٹنڈو جان محمد، ضلع میرپور خاص، 0231-68441

دار الاشاعت کی جدید مطبوعات ایک نظر میں

خطبات حکیم الاسلام ۵ جلد مکمل

از حکیم الاسلام قاری محمد طیب صاحبؒ
مرتب قاری محمد ادریس ہشیارپوری
اضافہ وجدید ترتیب مولانا محمد شفیق صاحب
فاضل جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی

بے شمار اضافات کے ساتھ	بلحاظ موضوعات	مجلد ریگزین بیرونت اسٹائل	بڑا علمی سائز

حکیم الاسلام حضرت قاری محمد طیب صاحبؒ کے خطابات پر مشتمل دینی علوم کا خزانہ جس کے مطالعہ سے علم میں اضافہ اور اصلاح کی فکر پیدا ہوتی ہے۔ علماء، طلباء اور عام آدمی کے لئے نہایت کارآمد علمی ذخیرہ۔
اس ایڈیشن میں حضرتؒ کے خطبات وتحریرات جواب تک دستیاب نہ تھیں یا منتشر تھیں وہ جمع کردی گئی ہیں اور اس میں اضافہ کے ساتھ جدید ترتیب قارئین کی سہولت کیلئے موضوعات کے حساب سے کردی گئی ہے، ان خصوصیات کی وجہ بازار میں دستیاب نسخوں میں ممتاز ایڈیشن۔ جلدوں کی ترتیب درج ذیل ہے: جلد اول اعجاز قرآن وحدیث، جلد دوم سیرت طیبہ وتعلیم وتربیت، جلد سوم، عبادات، اعمال، تزکیہ جلد چہارم حقانیت اسلام وتبلیغ، جلد پنجم افادات علم وحکمت ودارالعلوم دیوبند قیمت 1200/

قصص الانبیاء اردو

از علامہ ابن کثیرؒ
مع اضافہ حالات وواقعات نبی آخر الزماں ﷺ
اضافہ وترجمہ مولانا محمد اصغر مغل فاضل دارالعلوم کراچی

اردو زبان میں انتہائی مستند اور سلیس انداز میں انبیاء علیہم السلام کے قصص اور واقعات پر مشتمل جس کا مآخذ قرآن وحدیث ہے۔ اس موضوع پر بیشمار کتب دستیاب ہیں جنہیں پورے یقین سے مستند نہیں کہا جاسکتا۔ اسی ضرورت کے پیش نظر بحمد اللہ یہ کام کرایا گیا۔ دلچسپ اور عام فہم اسلوب سے اس کی افادیت میں بہت اضافہ ہوگیا۔ اصل عربی نسخے میں حضور اقدس ﷺ کے حالات شامل نہ تھے، اس کا آخر میں بطور ضمیمہ اضافہ کردیا گیا۔ کمپیوٹر کتابت بڑا علمی سائز اور کاغذ وطباعت کے عمدہ معیار کے ساتھ خوبصورت جلد پر حسین ٹوسٹ کور قیمت 300/

قوت القلوب اردو ۲ جلد

تالیف شیخ ابو طالب محمد بن عطیہ حارثی المکی
اردو ترجمہ مولانا صدر عالم عبدالرحمٰن استاد دارالعلوم کراچی

تصوف کی بنیادی اور پہلی کتاب کا اردو ترجمہ ایک عالم کے قلم سے۔ اس کتاب سے حضرت امام غزالیؒ نے اور حضرت شاہ ولی اللہؒ کے علاوہ دیگر اکابر علماء نے جگہ جگہ استفادہ کیا۔ سلیس عام فہم ترجمہ کے ساتھ متعدد مقامات پر احناف کا مسلک بھی ادب سے واضح کردیا گیا ہے۔ کمپیوٹر کمپوزنگ بڑا علمی سائز، عمدہ کاغذ وطباعت حسین وپائیدار جلد قیمت 600/

حکیمانہ اقوال نصائح اور واقعات

مصنف عبداللہ بدران اردو ترجمہ اہلیہ دانش کمال صاحبہ

تفسیر، حدیث، تاریخ، تراجم وادب میں بکھرے ہوئے نصائح اور حکمت سے بھرپور زندگی کے ہر شعبہ سے متعلق واقعات کا مجموعہ جسے عربی میں عبداللہ بدران نے "مصیر المؤمنین" کے نام سے جمع کیا، کمپیوٹر کمپوزنگ، سفید کاغذ، مجلد، قیمت 120/

آزادی نسواں

مرتب عبدالرشید العوید
ترجمہ اردو اہلیہ دانش کمال صاحبہ
مع رسالہ آزادی نسواں کا فریب (مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مد ظلہم)

دنیا بھر میں آزادی نسواں کی جو تحریک برپا ہے اس کے نقصانات جو زندگی کے ہر شعبہ میں ہو رہے ہیں انہیں قرآن وحدیث کی روشنی میں بیان کیا گیا اور مسلمان خواتین کو متوجہ کیا گیا تاکہ وہ اس فتنے سے محفوظ رہ سکیں۔ اس موضوع پر حضرت مفتی جسٹس محمد تقی عثمانی مد ظلہم کے خطبات پر مشتمل رسالہ بھی شامل کردیا گیا ہے۔ جس نے اس کی افادیت دوچند کردی ہے۔
کمپیوٹر کمپوزنگ، خوبصورت نیا سائز، حسین وپائیدار جلد قیمت 120/

فضائل مدینۃ المنورہ

امام محمد یوسف صالحی

فضائل مدینہ منورہ پر عشق میں ڈوبی کتاب۔ عمرہ وزیارت پر جانے والوں کیلئے ایک تحفہ، چھوٹا سائز، مجلد قیمت 66/

رابطہ۔ دارالاشاعت اردو بازار کراچی۔ فون ۲۲۱۳۷۶۸-۲۶۳۱۸۶۱

GO ANYWHERE
YOU WANT TO
GO
SOHRAB
MOUNTAIN BIKE
OVAL SHAPE
24" & 26" Size
CYCLING REDUCES POLLUTION
◆ MULTI SPEED GEARS
◆ SPECIAL SIZE TYRES
◆ IMPORTED BRAKES
PAKISTAN'S NO.1 BICYCLE

Regd No. P-90 Monthly "Al-Haq" Akora Khattak

فضائی آلودگی ہو یا موسم کی تبدیلی

ہمدرد کی مفید دوائیں - نزلہ، زکام اور کھانسی سے بچائیں

سُعالین جوشینا صُدوری

مُفید جڑی بوٹیوں سے تیار کردہ سُعالین گلے کی خراش اور کھانسی کا آسان اور مؤثر علاج۔ آپ گھر میں ہوں یا گھر سے باہر، سرد وخشک موسم یا گرد و غُبار کے سبب گلے میں خراش محسوس ہو تو فوراً سُعالین لیجیے۔ سُعالین کا باقاعدہ استعمال گلے کی خراش اور کھانسی سے محفوظ رکھتا ہے۔

تیار جوشاندہ

نزلہ، زکام، فلُو اور اُن کی وجہ سے ہونے والے بخار کا آزمودہ علاج۔ جوشینا کا روزانہ استعمال موسم کی تبدیلی اور فضائی آلودگی کے مُضر اثرات بھی دُور کرتا ہے۔ جوشینا بند ناک کو فوراً کھول دیتی ہے۔

مؤثر جڑی بوٹیوں سے تیار کردہ خوش ذائقہ شربت۔ خشک اور بلغمی کھانسی کا بہترین علاج۔ صُدوری سانس کی نالیوں سے بلغم خارج کرکے سینے کی جکڑن سے نجات دلاتی ہے اور پھیپھڑوں کی کارکردگی کو بہتر بناتی ہے۔
بچوں، بڑوں سب کے لیے یکساں مُفید۔

سُعالین، جوشینا، صُدوری - ہر گھر کے لیے بے حد ضروری

ہمدرد

Adarts-SJS 17/98